فون نمبر: 35863260 35862956 مدیر: چوہدری ریاض احمد نائب مدیر: حامد رحمٰن رجسٹرڈ ایل نمبر: 8532

Email: centralanjuman@yahoo.com قیمت فی پرچہ -/10 روپے

جلد نمبر 99	13 رمضان تا 27 رمضان 1432 ہجری یکم اگست تا 15 اگست 2012ء	شمارہ نمبر 15

احمدیہ انجمن لاہور کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود رحمتہ اللہ علیہ

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جس کو تم عزیز رکھتے ہو

اسی طرح پر زکوٰۃ ہے بہت سے لوگ زکوٰۃ دے دیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے۔ اگر کتے کو ذبح کر دیا جائے یا سور کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائے گا۔ زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو۔ اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اس کا صدق قائم ہے لیکن جو حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اس کے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے۔ اس قسم کی غلطیوں سے دستبردار ہونا چاہیے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے اور خدا تعالیٰ کا کوئی نفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھہراؤ اور اعمالِ صالحہ بجالاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم بِرّ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جس کو تم عزیز رکھتے ہو"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہؓ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد کو اور نہ بیویوں کو بلکہ ہر ایک ان میں سے اس بات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حلفاً بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ (ملفوظات جلد نہم)

غلغلہ ہے چار سُو عالم میں پاکستان کا

از جناب مرتضٰی خان حسن مرحوم ومغفور

پھر ہمارا پرچم اقبال لہرانے لگا
فضل باری ابرِ رحمت ہم پہ برسانے لگا
پھر ہمارے گلستاں میں آگئی فصلِ بہار
باغِ دینِ مصطفٰے میں پھر لگے ہیں اب ثمار
پھر خدا کی نصرت و تائید کے در کھل گئے
داغ نکبت اور ذلت کے تھے جتنے دھل گئے
گڑ گیا ہندوستان میں پھر علم اسلام کا
غلغلہ ہے چار سُو عالم میں پاکستان کا

مرحبا صد مرحبا اے قائدِ عالی مقام
آفریں ہمت پہ تیری اے جناحِ نیک نام
شکر کیونکر ہم بجالائیں تیرے احسان کا
تونے ہی قید غلامی سے کیا ہم کو رہا
خدمت دین متیں سے یہ شرف تم کو ملا
نام تیرا مثل مہرو ماہ روشن ہوگیا

پھر یہاں تعمیر ہوگا قصرِ دینِ مصطفٰے
پھر پڑے گی اس زمین میں کاخِ ملّت کی بنا
مسجدیں آباد ہوں گی پھر بفضلِ کبریا
اٹھے گی ہر سمت سے اللہ اکبر کی صدا
پھر چلے گی گلشنِ توحید میں بادصبا
شوکتِ اسلام کا سکہ رواں ہوجائے گا

سطوت کبریٰ بعالم جلوہ گر خواہد شدن
ایں جہاں رادوستاں رنگِ دگر خواہد شدن

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا عید الفطر کے لئے پیغام

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں جیسے کہ ان لوگوں کے لئے ضروری ٹھہرائے گئے جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم متقی بنو“ (البقرۃ 183:2)

عید الفطر قریب آ چکی ہے جبکہ رمضان المبارک کے آخری ایام میں ہم روزے رکھ رہے ہیں اور عبادات میں مصروف ہیں۔ ہمیں عید الفطر کی آمد کا شدت سے انتظار ہے۔ ہم اس دن کی خوشیوں کو ذہن میں لا کر ابھی سے اس کی جلد آمد کا اور خوشی کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ اپنی منزل کو پانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کی خوشی کا احساس ہوتا ہے۔

رمضان کا مقصد

رمضان ایک روحانی مقصد پیش کرتا ہے اور وہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کی رُو سے **تقویٰ حاصل کرنا** ہے۔ اسی لئے عید کی حقیقی خوشی بھی روحانی ہونی چاہیے۔ تقویٰ کی مثال ایک خاردار راستہ میں سے ایسے گذرنا کہ اس کے کانٹے نہ کپڑوں اور نہ جسم کو نقصان پہنچا سکیں۔ اس مثال میں گناہ کا عمل ایک کانٹے سے زخم پہنچ جانے کی مثال ہے اور نیکی کرنا کسی خراش یا نقصان سے بچے رہنا ہے۔ **قرآن کریم کے نزول کا آغاز بھی ماہِ رمضان میں ہی ہوا۔** اس میں وہ تمام ہدایات ہیں جن پر عمل کر کے انسان اپنے جسم روح اور ذہن کو مضر اثرات سے بچا سکتا ہے۔ **اسلام اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مکمل اطاعت چاہتا ہے** اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ چاہے اس کی جان بھی چلی جائے وہ قرآن کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی بسر کرنے کو بنیادی اہمیت دیتا رہے۔ اس کے برعکس شیطان انسان کو ورغلاتا ہے اور یہ کانٹے اسے پھولوں کی طرح بنا کر پیش کرتا ہے تا کہ انسان اللہ کی ہدایت کے بجائے سیدھا ان خاردار جھاڑیوں میں چل پڑے اور اس کا جسم زخموں سے چھلنی ہو جائے۔

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہم نے روزوں کا فریضہ روحانی جذبہ کے ساتھ مکمل کیا۔ اس طرح ہم نے ایک ماہ کے لئے ان چیزوں سے پرہیز کی جو ہماری انسانی فطرت میں شامل ہیں مثلاً کھانا پینا وغیرہ جسے ہم نے روزے کے اوقات میں ایک ماہ کے لئے ترک کئے رکھا۔

عید عہد کا دن

اس عمل سے ہم نے اپنی اہم خواہشات کو پُر زور طریقہ سے **”نہیں“ کہنے کی عادت ڈال لی**۔ کامیابی سے اس ہدف کو پالینا عید منانے کی جائز وجہ بنتی ہے۔ اس کو مناتے وقت **ہمیں اپنے آپ سے پختہ عہد کرنے کی ضرورت ہے** اور وہ یہ کہ عید کے روحانی دن سے ہم نے جو **”نہیں“** کہنے کی عادت اس مبارک ماہ میں اپنائی ہے اس کو ہم ہر اس امتحان کی گھڑی میں استعمال کریں گے **جب ہم ایسے دوراہے پر آ کھڑے ہوں** جہاں **ایک طرف** خاردار جھاڑیاں اور **دوسری طرف** خوشبو دار پھول اور پھلوں سے لدے درخت نظر آئیں اور شیطان ہمیں یہ یقین دلا رہا ہو کہ یہ خاردار راستہ کچھ ہی فاصلہ کے بعد نہایت خوبصورت اور پُرسکون مقام کو پہنچاتا ہے۔ اس وقت ہم اسے **”نہیں“ کہہ کر اللہ کی نشاندہی کیے ہوئے پھولوں اور پھلوں والے راستہ کو اختیار کریں** تو یہی راستہ ہوگا جو اصلی خوشی کا موجب بنے گا اور اس اصلی خوشی کے معنی ہی عید ہیں۔

اس موقع پر میں آپ سب کو عید مبارک کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ہم سب رمضان کے جذبے اور تربیت کو اپنی زندگیوں کا اہم حصہ بنانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ آمین

رویت ہلال اور موجودہ دور میں یکجہتی کا طریق

خطبہ جمعہ فرمودہ: عامر عزیز الازہری مورخہ 27-07-2012 بمقام جامع دارالسلام، لاہور

ترجمہ: ''وہی ہے، جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو روشن بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو، اللہ نے یہ حق کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے وہ ان لوگوں کے لئے کھول کر باتیں بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔ رات اور دن کے ادل بدل میں اور (اس میں) جو اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے نشان ہیں جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں۔ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر راضی ہیں اور اسی پر مطمئن ہو گئے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں سے بے خبر ہیں۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے، اس کا بدلہ جو وہ کماتے تھے''۔ (سورۃ یونس ۱۰۔ ۵:۸)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نظام شمسی کے دو اہم اور بڑے سیاروں کے بارے میں ذکر کیا ہے یعنی سورج اور چاند۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو بھی روشن بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کر دیں تا کہ تم گنتی اور حساب جان لو۔ یہاں یہ فرمایا ہے تمہیں یہ جاننا ہے کہ سورج آپ کو خود نہیں بتائے گا نہ چاند۔ آپ نے اجرام فلکی کے بارے میں یہ علم حاصل کرنا ہے۔ اس علم کے ذریعہ یہ جاننا ہے کہ سورج کیسے چل رہا ہے، چاند کیسے چل رہا ہے؟ ان کی منزل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو اس کی طرف غور و فکر کی دعوت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ رمضان میں مسلمانوں سے کیا چاہتا ہے اس کے بارے میں کچھ مزید چیزیں میں نے بیان کرنی تھیں لیکن ایک مضمون میری نظر سے گذرا جو ہم سب کے لئے بڑا ہی لمحہ فکریہ ہے تو میں نے سوچا کہ پہلے اس کے بارے میں بات کر لینی چاہیے۔

جنگ اخبار میں یہ مضمون آیا ہے اس کا عنوان ہے ''رمضان اور نئی نسل کا کیوں؟'' اور مضمون نگار کے مضمون لکھنے کی یہ وجہ بنی کہ عموماً چاند دیکھنے کے بارے میں ہمارے ہاں اتنے گروہ بنتے ہیں اور اس طرح کی تقسیم ہوتی ہے کہ ایسے لگتا ہے کہ جیسے یہ کفر اور حق کا معاملہ بن کر رہ گیا ہے۔ لیکن عموماً یہ سارا مسئلہ پاکستان یا ہمارے اس علاقے تک محدود تھا لیکن اس سال امریکہ اور کینیڈا میں بھی ایسا ہی ہوا۔ وہاں ایک ہی کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں نے دو مختلف دنوں میں روزہ رکھا یعنی ان کا رمضان دو مختلف دنوں میں شروع ہوا۔ سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک کے کچھ لوگوں نے مل کر ایک دن روزہ رکھا لیکن باقی ممالک کے مسلمانوں جن میں پاکستان بنگلا دیش وغیرہ شامل ہیں دوسرے دن روزہ رکھا۔

اور اگر آپ اس بحث کو انٹرنیٹ پر دیکھیں کہ اس ایک چھوٹے سے مسئلے کو لے کر اتنی لمبی لمبی بحثیں ہیں کہ آپ سن کر حیران ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس مضمون نگار نے بہت ہی زبردست مضمون لکھا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ یہ لمحہ فکریہ ہے تمام مسلمانوں کے لئے اور خاص طور پر نوجوانوں کے لئے جو امریکہ اور کینیڈا میں یا ان ممالک میں رہتے ہیں جہاں پر یہ مسئلہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور انہوں نے باقاعدہ جو سوال کیا وہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور اس کا جو جواب ہے وہ بھی میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ کیوں ایسا ہوا؟

وہ (کالم نگار) کہتے ہیں کہ میں 40 سال پہلے امریکہ گیا وہاں کبھی ایسا مسئلہ پیدا نہیں ہوا لیکن اب ہوا اور اس کی کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے بارے میں انہوں نے تین سوال کیے۔ (۱): چونکہ اکثریت اسلام کو ایک فطری اور منطقی مذہب سمجھتی ہے لہذا مذہبی مسائل کا منطقی حل اور مدلل جواب حاصل کر کے اپنے کیوں کا اطمینان چاہتی ہے یعنی تمام لوگ جو ان علاقوں میں رہتے

ہیں وہ خالی اس سوال کا جواب نہیں چاہتے ان کو باقاعدہ اس سوال کو سمجھانا ہوگا کہ کیوں ہم چاند کے دیکھنے کے بارے میں لڑ رہے ہیں؟

☆ اسلام ایک فطری مذہب ہے چاند دیکھنے اور آغاز رمضان اور عید الفطر منانے کے لئے تمام شرعی تقاضے اور حدود کی تعمیل لازم ہے اور مذہبی قیادت کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ شریعت کے دائرے میں رہ کر مسلمانوں کے مذہبی، ثقافتی اور شراکتی مسائل کا ایسا مدلل اور منطقی حل فراہم کرے جو اسلام کی ہمہ گیریت اور سچائی کو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم معاشرہ پر بھی ثابت کرے یعنی صرف یہ نہیں کہ آپ نے مسلمانوں کو ہی بتانا ہے کہ یہ کیوں ہے بلکہ ایسا حل پیش کرنا ہے کہ غیر مسلم بھی اس کو ماننے کے لئے تیار ہوں۔ تا کہ اس کیوں کا جواب مل سکے۔

آگے لکھتے ہیں کہ آغاز رمضان میں اختلاف پر پریشان ایک پاکستانی امریکن نوجوان نے مجھے روک کر یہ سوال پوچھا کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں تو گھڑی موجود نہیں تھی اور وقت ناپنے کا طریقہ کچھ اور ہوگا مگر آج موسم سے بے نیاز ہو کر نمازوں کے اوقات، سحر و افطار کے ٹائم ٹیبل، سردیوں اور گرمیوں کے اوقات کو گھڑی کی ایجاد پر بھروسہ کر کے شرعی تقاضوں کے دائرے میں رہ کر ہم نے گھنٹوں اور منٹوں کے وقت مقرر کر لیے اور ہم نے طلوع اور غروب آفتاب کا وقت بھی پہلے سے ہی مقرر کر لیا ہے تو پھر چاند کی گردش اور صحت مند آنکھ سے نظر آنے کا وقت، اصول اور پیمانہ پر اختلاف کیسے اور کیوں؟

باقی سارے معاملات اپنی گھڑی کے مطابق چل رہے ہیں۔ ایک گھڑی جو انگریز نے بنائی۔ ساری عبادت ہم اسی کی مطابق کر رہے ہیں جو انگریزوں نے بنائی ہے۔ آپ دیکھیں کہ الیکٹرونک تسبیاں بھی لوگ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن یہی ایک مسئلہ کیوں ہے جس پر جھگڑا کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ یہ لاؤڈ سپیکر بھی ہم استعمال کر رہے ہیں، ٹیلی ویژن بھی ہم استعمال کر رہے ہیں لیکن اس مسئلے پر آ کر ہم کیوں بھٹک گئے۔ یہ نوجوان نے سوال کیے ہیں۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ کیا ہمارے قائدین اس مسئلہ کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے؟ فون پر نکاح، فون پر شہادت کی شناخت، جدید کاروں کا استعمال، موسم کے بارے میں پیشگوئی، انٹرنیٹ Facebook کے ذریعہ اس تیز رفتار سائنسی دور کے علمائے کرام اپنے مذہب کے مذہبی پیغامات بھی پہنچا رہے ہیں لیکن چاند کے نظر آنے کے مسئلہ پر وہ اختلاف کا شکار کیوں؟

آج سے دس سال قبل امریکہ کی مشہور فلکیاتی ادارہ میں ایک ذمہ دار پوزیشن پر فائز ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باعمل مسلمان سے جب میری گفتگو ہوئی تو رویت ہلال یا اپنے مذہبی ماہر فلکیات کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان علماء متفق ہو کر ہم سے اس مسئلہ پر مشورہ یا حل مانگیں تو ہم اگلے پچاس سال کے لئے چاند کے صحت مند آنکھ سے غروب آفتاب کے بعد نظر آنے کے تمام شرعی تقاضوں کے دائروں میں رہ کر ایسا کیلنڈر دے سکتے ہیں جس میں رویت ہلال بمعہ دن تاریخ، گھنٹہ اور منٹ تک طے ہوگا۔ یعنی انہوں نے کہا کہ اگر علمائے کرام اس جھگڑا کو چھوڑنا چاہئیں تو ہم اگلے پچاس سال کا کیلنڈر دے سکتے ہیں جس میں کہ یہ رویت ہلال کا وقت، اس کا دن، اس کے گھنٹے، اس کے منٹ بھی طے ہوں گے کہ اس وقت چاند نظر آئے گا۔ آگے انہوں نے یہودی مذہب کے کیلنڈر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ بھی قمری کیلنڈر پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اور چاند کی گردش کے لحاظ سے اپنے تمام مذہبی تہوار مناتے ہیں۔ انہوں نے اپنی مذہبی تعلیمات کی شرائط کی پابندی کر کے چاند کی گردش کا سالانہ کیلنڈر تیار کر رکھا ہے۔ ہم موسم کی پیشگوئی اور زندگی میں ہر لمحہ اور ہر جگہ خدا کی عطا کردہ انسانی عقل کے تیار کردہ سائنسی آلات کے استعمال کے باوجود رویت ہلال جیسے مسئلے کو حل کرنے میں ہچکچاہٹ کیوں؟ ہم تمام سائنسی آلات سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو ہم کہیں کہ ہم اس کو شرعی لحاظ سے استعمال نہیں کریں گے۔ لیکن چاند کے دیکھنے پر تنازعہ کیوں؟ یعنی سارے معاملات مذہب کے دیکھ لیں یہاں تک کہ زکوۃ بھی جو کاٹی جاتی ہے وہ بھی دیکھیں کہ بینکوں کے ذریعے، وہ بھی سارا الیکٹرونک سسٹم ہے۔ ایک سوال تو انہوں نے یہ اٹھایا ہے۔ دوسرا یہ کہ تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم مسلمان نسل کو اور دوسرے مسلمانوں کو اس مسئلے پر ایک عجیب صورت حال کا سامنا ہے یعنی تمام مسلمان نوجوان نسل جوان علاقوں میں رہتی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم کالج اور سکول جاتے ہیں لوگ ہم سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ ہم جب چھٹی کے لئے

درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں عید کے دن چھٹی دی جائے تو حکومت کہتی ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ عید ہوگی کب؟ یعنی آپ عید کی چھٹی کس دن چاہتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سرینام میں بھی یہ جھگڑا کھڑا ہوگیا کہ ایک گروہ نے کہہ دیا کہ کل عید ہے دوسرے نے کہا کل نہیں ہے۔ تو گورنمنٹ نے کہا کہ چھٹی تو صرف ایک مل سکتی ہے۔ پہلے تو آپ آپس میں اتفاق کرلیں کہ کس دن عید ہے تو ہم چھٹی دے دیں گے۔ بعدازاں انہوں نے ہماری جماعت SIV سے پوچھا اور اس کے مطابق چھٹی کردی مگر دوسرے دن بہت سارے مسلمانوں نے کہا کہ ہم یہ مانیں گے اور وہ ایک علیحدہ گروہ بن گیا۔

آگے فرماتے ہیں تیسرا ہماری نسل اپنی غلطی قائدین بالخصوص پاکستان، بنگلادیش اور دیگر ممالک سے امریکہ آ کر مساجد میں امامت کرنے والے امام سے جھوٹ بولتی جارہی ہے کہ وہ مسائل کا خاطر خواہ حل نہیں دیتے اور وہ کوئی منطقی جواب نہیں دیتے۔ امریکہ میں بڑھنے والی مسلمان نسل کے سوالوں کے مدلل جواب کون دے گا؟ یہاں انہوں نے اپنے اس آرٹیکل کو ختم کیا۔

کیسے اس ایک چھوٹے سے مسئلے نے یعنی چاند دیکھنے کا جو مسئلہ ہے پوری امت مسلمہ تقسیم کردی۔ ایک دن عید نہیں کرسکتے، ایک دن رمضان شروع نہیں کرسکتے تو انہوں نے یہ سوال کیا کہ ان کی رہنمائی کون کرے گا۔ اس کے لئے یاد رکھیں کہ رہنمائی ہمیشہ وہ شخص کرتا ہے جو اس زمانے کی بیماریوں کو جانتا ہے وہ اس کا علاج کرسکتا ہے۔ یعنی ایک ڈاکٹر جو بیماری کو جان سکتا ہے وہی اس کا علاج کرے گا۔ ہمارے ہاں بھی اس زمانے کے امام نے ان مسائل کا حل بیان کردیا تھا۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ''جو اپنے وقت کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جہالت کی موت مرتا ہے''۔

آج سے ستر 70 سال پہلے مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو بڑے ہی احسن طریقے سے حل کیا ہے۔ فضل الباری جو (بخاری) کی شرح ہے اس میں ایک حدیث کی تفسیر میں مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے متعلق لکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی اس کو ستر سال پہلے اس کو اپنا لیتے تو آج شاید یہ مسئلہ کھڑا نہ ہوتا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ:

ترجمہ: ''کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھ لو اور جب تم چاند کو دیکھو تو افطار کرلو اور اگر بادل آجائے تو اندازہ کرلو ''اب اس کی تفسیر اور تشریح جو مولانا صاحب نے بیان کی ہے۔ اس سے یہ سارا مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رایتمـوه میں ضمیر چاند کی طرف ہے۔ یعنی چاند کو دیکھو تو روزے رکھنے شروع کردو اور پھر اگلے مہینے کا چاند دیکھو تو افطار کرلو یعنی روزے رکھنے چھوڑ دو۔ اور جب مطلع صاف نہ ہو تو اس کے متعلق فرمایا **فان غم علیکم فاقدروا له** یعنی اگر ابر ہوجائے تو اندازہ کرلو اور دوسری جگہ آتا ہے **فان غم علیکم فاکملو العدة ثلثین** یعنی اگر ابر ہوجائے تو تیس کی گنتی کرلو اور پھر ہے **فان غبی علیکم فاکملو اعدة شعبان ثلاثین** یعنی اگر ابر ہوجائے تو شعبان کے تیس دن کو پورا کرلو۔ **فاقدروا له** کی تفسیر عموماً **فاکملو اعدة ثلثین یاعدة شعبان ثلاثین** سے کی گئی ہے۔ ابوالعباس بن سریج شافعی اور مطرف ابن عبداللہ تابعی اور ابن قتیبہ محدث اور بروایت ابن خویز منداد امام شافعی سے **فاقدروا له** اس کا اندازہ کرلو اس کی تفسیر منقول ہے۔ **فاقدروه بحساب المنازل** یعنی ماہ رمضان کا اندازہ منازل قمر کے حساب سے کرلو۔ اور ابن سریج سے نقل ہے کہ **فاقدروا له** کا خطاب **بمن خصّه الله بهذا العلم** یعنی ان لوگوں سے خاص ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس علم (علم منازل قمر) سے مخصوص کیا ہے اور **فاکملوا العدة** کا خطاب عام لوگوں کے لئے ہے۔ پس ابر کی صورت میں ان کے نزدیک جو لوگ منازل القمر کا حساب جانتے ہیں وہ جو تاریخ رمضان کی پہلی یا شوال کی پہلی کے لئے مقرر کریں۔ ان تاریخوں کے مطابق لوگ روزہ بھی رکھ سکتے ہیں اور افطار بھی کرسکتے ہیں۔ اور جو لوگ نہیں جانتے وہ **فاکملو العدة** پر عمل کریں اور **فاقدروا له** کی یہ تفسیر جو اوپر مذکور ہوئی حدیث **انا امة امية لانكتب ولانحسب** کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کی تفسیر فتح الباری میں یوں کی ہے۔ **والمراد اهل الاسلامه الذين بحضرته عند تلك المقالة وهو محمول علىٰ اكثرهم اوالمراد نفسه صلى الله عليه وسلم** ۔ یعنی **انا امة امية** سے مراد وہ اہل

اسلام ہیں جو ایسا فرمانے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھے یا اکثرین مراد ہیں یا صرف آپؐ کی ذات شریف صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ میرے نزدیک مراد عرب قوم ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ مسلمان ہمیشہ کے لئے نہ کبھی لکھا کریں گے اور نہ حساب رکھا کریں گے۔ اس زمانہ میں جب منازل قمر کا علم عام ہو گیا ہے میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا کہ کیوں حساب کے مطابق اک ملک میں ایک تاریخ مقرر نہ کر دی جائے تا کہ سب جگہ مسلمان ایک ہی دن روزہ رکھنا شروع کریں۔ اور ایک ہی دن عید ہو۔ کیونکہ بہت جگہ ابر یا گردوغبار کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا جا سکتا اور بیوقت تاروں (آج کل انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع موجود ہیں) وغیرہ سے بھی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ایک گاؤں میں عید ایک دن ہے تو دوسرے میں دوسرے دن۔ حتیٰ کہ شہروں میں بھی یہی حالت تفرقہ کی نظر آتی ہے۔ اگر پہلے سے بروئے حساب ایک تاریخ کا اعلان ہو جائے تو یہ امر بھی نبی صلعم کے فرمان فاقدروا لہ کے مطابق ہی ہوگا کہ جہاں مطلع صاف نہ ہوگا وہاں یہ حساب کام دے دیگا اور جہاں مطلع صاف ہوگا چاند نظر آ جائے گا۔

مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے 70 سال پہلے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے آج کے دور میں جب چاند دیکھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے یہ علم بہت پھیل گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ کہہ دیا ہے کہ ”میں نے یہ سورج اور چاند بنائے کہ تا کہ تم حساب کو جان لو“۔

یعنی آپ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی جھگڑے کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے جہاں مطلع صاحب نہ ہوگا وہاں یہ حساب کام دے دیگا اور جہاں صاف ہوگا وہاں چاند نظر آ جائے گا۔ تو یہ جو سوال انہوں نے کیا کہ مسلمانوں کی کون رہنمائی کرے گا تو جو زمانے کا امام ہوتا ہے وہی اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اس کا علم ہی ہوتا ہے جو لوگوں کو گائیڈ کرتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ تمام علمائے کرام رسول کریم صلعم کی ایک حدیث اکثر بیان کرتے ہیں مگر اس پر عمل رمضان سے پہلے ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

ترجمہ: ”روزہ ڈھال ہے سو چاہیے کہ (روزہ رکھنے والا) فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی اس سے لڑے یا بدگوئی کرے تو دو دفعہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اور اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور چونکہ وہ روزہ دار میرے لئے کھانا پینا اور اپنی خواہشات چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ اور اس میں ایک نیکی دس کے برابر ہے“۔

اب اگر آپ ذرا غور کریں کہ رسول کریم صلعم نے یہ بیان کیا کہ ”روزہ ڈھال ہے“ یہ ڈھال کس کے لئے ہے؟ یہ ڈھال دو چیزوں کے لئے ہے ایک یہ ہے کہ انسان ایسی کوئی برائی نہ کرے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے اور دوسرا یہ کہ جہالت کی باتیں نہ کرے۔ یعنی روزہ ایک قسم کی ٹریننگ ہے جہالت سے باہر آنے کی۔ ہم کیا کرتے ہیں کہ ہم اس کا آغاز ہی جھگڑے سے کرتے ہیں اور چاند دیکھنے اور نہ دیکھنے سے ہم آپس میں تقسیم ہو کر آپس میں جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں پر تو ہم بحیثیت قوم جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ تو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا“ اس کے اوپر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ صرف کھانا پینا اور چیزوں کو چھوڑ دینا کافی نہیں ہے بلکہ روزے کا جو مقصد ہے اس کے اوپر ہمیں غور کرنا ہے تا کہ ہم اپنی زندگی کو سنوار سکیں اور اپنی اندر تبدیلی پیدا کر سکیں۔

اس لئے رویت ہلال کوئی مسئلہ نہیں۔ اگر ہم اپنی ضد، انا اور خود پسندی کو چھوڑ دیں اور ایک امت کی طرح سوچیں تو یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ خدا کے لئے روزہ رکھنا ہے تو پھر جھگڑا کیسا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن مجید سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ جو مسائل علمائے کرام نے کھڑے کیے ہوئے ہیں ہمیں یقین ہے کہ اگر ان پر غور وخوض کیا جائے اور جو اس زمانے کے امام اور ان کے شاگردوں نے ان کا حل دے دیا ہے ان کو قبول کر لیا جائے تو ان مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ہم نہیں حل کرنا چاہیں تو ہم اپنی ساری زندگی انہی اختلافات میں گذار دیں گے اور ان برکات سے جو اس ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں سے ہم محروم ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے''

خطبہ جمعہ، فرمودہ محترم خورشید عالم ترین صاحب بمقام جامع دارالسلام لاہور

حمد اصل میں اس پیارے اور حسین احساس کا نام ہے جو دل کی گہرائیوں سے بے اختیار خدا کی تعریف اور شکر کے لئے باہر آجاتا ہے۔ جب انسان خود اپنے وجود اور اپنے اردگرد پوری کائنات پر نظر ڈالتا ہے تو اسے دو باتوں کا خوب احساس ہو جاتا ہے:

(۱): ہمارا اور ہماری کائنات کا خالق و مالک ایک بے مثال عظیم ہستی ہے۔ جس نے ہر چیز کو ایک صحیح اندازے پر بنایا ہے۔ اور پھر ایک باقاعدہ سسٹم کے ماتحت اسے کام پر لگایا ہے۔ مجال نہیں کہ کائنات کی کوئی چیز اللہ کے بنائے ہوئے حکموں اور قوانین کی خلاف ورزی کر سکے۔

(۲): ہم انسانوں پر اللہ کے اتنے بے شمار احسان ہیں کہ ان کا شکریہ تو درکنار ہم ان کی گنتی بھی نہیں کر سکتے۔ یہی بات قرآن شریف میں بھی کہی گئی ہے۔ اللہ انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو اپنے پالنہار، اپنے پروردگار کا انکار کیسے کر سکتا ہے۔ اے نادان! ذرا ان احسانات کو تو دیکھ جو ہم نے تجھ پر بن مانگے کئے ہیں اور جن کو استعمال میں لائے بنا تو ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیا تو ان کو گن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ گنتی تیرے بس کی بات نہیں۔

(دیکھو سورت نمبر۱۴ آیت ۳۴)

انسان جب اپنے وجود کو دیکھتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کو ایک ایسا شاندار وجود دیا گیا ہے جو حیرت انگیز حد تک کامل اور مکمل ہے۔ اس میں کہیں کوئی کمی کوئی نقص نہیں۔ جب وہ اپنے پاؤں پر چلتا ہے اور اپنے ہاتھ سے پکڑتا ہے تو اسے اس بات کا خوب احساس ہو جاتا ہے کہ یہ ہاتھ اور یہ پاؤں اس کے لئے اتنی بڑی نعمت ہیں کہ ان کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور جب وہ آنکھ سے دیکھتا ہے اور کان سے سنتا ہے تو اس کے اندر شکر گذاری کا ایک ایسا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب وہ اپنے دماغ کی Complicated بناوٹ اور اس کی بے مثال کارکردگی کی طرف دیکھتا ہے تو اس ناقابل بیان نعمت کے اعتراف میں اس کا سینہ شکر و احسان کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔ شکر گذاری کے انہی بے اختیار اور بے پناہ جذبات اور کیفیات کو اگر لفظوں میں بیان کیا جائے تو انہی کو ''حمد'' کہا جائے گا۔

مطلب یہ کہ حمد وہ تجربہ ہے جس سے انسان کو ہر لحہ واسطہ پڑتا ہے۔ جب انسان تھک کر رات کو بستر پر سو جاتا ہے تو صبح تازہ دم ہو کر اٹھتا ہے۔ اس وقت اس کے دل سے خود بخود اللہ کی ''حمد'' کے ترانے نمودار ہو جاتے ہیں کہ دراصل یہ اللہ ہی تھا جس نے آرام کے لئے رات بنائی اور پھر رات کے وقت اس پر نیند طاری کر دی اور صبح کے وقت اس کو تازہ دم جگایا۔

انسان کام کاج کے لئے زمین پر چلتا ہے۔ اس کا یہ چلنا پھرنا بھی ایک معجزے سے کم نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین بڑی تیز رفتاری سے ہر وقت گھوم رہی ہے۔ کسی بھی گھومنے والی تیز رفتار چیز پر کوئی بھی شے ٹک نہیں سکتی Centirfugal Force اسکو دُور پھینک دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت اور قدرت سے زمین کو ایسا بنایا کہ ہم اس پر آسانی سے چل پھر سکتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ نے نہ معلوم کتنے اسباب اور کتنے قوانین کو کام میں لگا رکھا ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر ہماری زمین کا سائز موجودہ سائز سے دگنا ہو جائے تو اس سے پیدا ہونے والی کشش Gravitational Pull سے انسان کا جسم اتنا بوجھل محسوس ہونے لگے کہ اس کے لئے چلنا پھرنا دوبھر ہو جائے۔ چلتے وقت اس کو ایسا لگے گا کہ جیسے وہ اپنے سر پر کئی ٹن کا بوجھ لادے ہوئے ہے۔ اسی طرح اگر زمین کا سائز موجودہ سائز کے مقابلے میں آدھا ہو جائے تو اس کی کشش گھٹ جانے کی وجہ سے جسم اتنا زیادہ ہلکا ہو جائے کہ وہ زمین پر لڑکھڑانے لگ جائے۔ اس کے لئے زمین پر قدم جمانا ناممکن ہو جائے۔ یہ بھی اللہ کا اپنے بندوں پر کتنا بڑا

احسان ہے کہ وہ ایک تیز گھومنے والی چیز پر آسانی سے اپنا گذر بسر کر سکتے ہیں۔ جس چیز پر ٹکنا ممکن نہیں۔ہم اسی پر اپنی ساری زندگی بسر کر دیتے ہیں۔

اب ہم سورج کی طرف آتے ہیں۔ہم اسے اپنی زندگی کی بے شمار ضرورتوں سے جڑا ہوا پاتے ہیں۔سورج خالقِ کائنات کی ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے جس کی شکر گذاری کے لئے انسان کی زبان ناکافی ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورج کو زمین سے جتنی دوری پر رکھا ہے وہی فاصلہ اس کے لئے ہر لحاظ سے موزون ہے۔اگر سورج اور زمین کے بیچ کا فاصلہ آدھا ہو جائے تو زمین کی گرمی اس قدر بڑھ جائے کہ ساری زندہ مخلوق جل کر کوئلہ ہو جائے۔اور اگر اس فاصلے کو ڈبل کر دیا جائے تو زمین کی سطح پر ہر طرف برف اور برف کے تودے نمودار ہو جائیں اور مخلوق ٹھٹھر کر رہ جائے۔

سانس لینا زندگی کی علامت ہے۔سانس کی آمدورفت بند ہو جانے کا نام ہی موت ہے۔اس کے لئے بھی ہمارے رب نے کتنے اسباب اور کتنی حکمتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔اس کے نظام کو دیکھ کر انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔یہی دیکھو کہ اللہ نے ہوا میں پائی جانے والی گیسوں کا کتنا صحیح تناسب مقرر کر دیا ہے۔جس کی بدولت آکسیجن کی مناسب مقدار ہر وقت دستیاب رہتی ہے۔اس کے ساتھ درختوں کے ذریعے آکسیجن کی سپلائی مسلسل جاری ہے۔ہوا آکسیجن کو لے کر ساری دنیا میں سپلائی کرتی ہے۔انسان جہاں بھی ہو وہاں سانس لے کر زندہ رہ سکتا ہے۔اسی کے ساتھ پھیھڑوں میں بھی وہ صلاحیت رکھ دی گئی ہے کہ وہ جسم کو مسلسل آکسیجن مہیا کرتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو باہر نکال دیتے ہیں۔یہ اللہ کے وہ احسانات ہیں کہ جن کو دیکھ کر انسان کی زبان سے خود بخود ''حمد و شکر'' کا سیلاب جاری ہو جاتا ہے۔

اسی طرح انسان کو پانی اور خوراک کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ نے صاف و شفاف پانی کے لئے اور طرح طرح کی صحت بخش غذاؤں کے لئے کیا کیا انتظامات نہیں کر رکھے ہیں۔اگر انسان قدرت کے ان بے پناہ انتظامات کے ایک ایک پہلو پر ہی غور کرنے لگے تو اس کو بیان کرنے کے لئے گھنٹے تو گھنٹے دن بھی کم پڑیں۔حمد و شکر کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حمد و شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

میرا کون ہے؟

حضرت مسیح موعود رحمتہ اللہ علیہ

پس اے نادانو! خوب سمجھو، اے غافلو! خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے، اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے، اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں سے تعظیم سے پیش آتے ہیں اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے۔جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اس جہان میں باہر نہیں وہ اس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں، خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا کر اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کے زہر کو دور کریں۔(شہادت القرآن)

☆☆☆☆

آخری قسط

ایک عظیم مقرب الٰہی ہستی ملک سعید احمد مرحوم و مغفور

از: قریبی عزیز

آخری قسط

بیماروں کی صحت یابی کے لیے بہت دعا کرتے۔ کسی کی بھی دعا کی درخواست کو رد نہ کرتے۔ البتہ یہ ضرور کرتے کہ کسی صفحہ پر نام لکھوا لیتے کہتے کہ دو چار دفعہ دیکھوں گا تو پھر یاد ہو جائیں گے۔ اور نام کے ساتھ والدہ کا نام بھی ضرور پوچھتے۔ پوچھا گیا کہ اتنے لوگ آپ کو دعا کا کہتے ہیں تو کیسے سارے نام یاد رہتے ہیں۔ کہتے کہ جب میں دعا شروع کرتا ہوں تو ایک ایک آدمی کا چہرہ میرے سامنے آ جاتا ہے۔ درود شریف کا بہت ورد کرتے تھے۔ اگر کوئی روزی کی تنگی یا روزگار کے حصول کے لئے دعا کرواتا تو درود شریف کے ورد کا نسخہ تجویز کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے۔ وہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس کی مغفرت اس کے عذاب پر حاوی ہے۔ اس کی معافی سزا پر حاوی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے ہی چند کو یہ صلاحیتیں سونپ دیتا ہے کہ وہ اس کی مخلوق کے لیے دعائیں کریں۔ دادا ابو کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ فریضہ سونپا تھا۔ دعا گو ہونا، اور بلا تفریق بہت سے سائلوں کے لیے دعا کرنا۔ یہ ایک خصوصی صلاحیت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ ودیعت فرماتا ہے۔ اپنے لیے یا اپنے ماں باپ بیوی بچوں کے لئے بہت لوگ دعا کرتے ہیں۔ لیکن ہر ایک کے لئے دعا کرنا، یہ امتیاز کسی کسی کو ملتا ہے۔

الحمد للہ! بہت سے بیماروں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں سے شفا بخشی۔ سرطان، گردوں کی پیوندکاری اور دیگر جان لیوا خطرناک امراض میں اللہ تعالیٰ ایک روحانی علاج آپ کو بتاتا تو آپ پھر آگے اس کو بیان فرماتے اور خود بھی اس پر عمل پیرا ہوتے۔ اکثر آپ کو یہ بتلایا جاتا کہ سارے گھر والے یا اللہ۔ یا رحمٰن۔ یا رحیم کا لگاتار ورد کریں۔ اگر وضو سے ہوں تو بہتر ہے وگرنہ بغیر وضو کے ہی ورد کو جاری رکھا جائے۔ اس پر بزرگ محمود احمد صاحب (راولپنڈی) نے خوبصورت تبصرہ کیا کہ یا اللہ۔ یا رحمٰن۔ یا رحیم قرآن پاک کا خلاصہ در خلاصہ ہے۔ کیونکہ سورۃ فاتحہ قرآن کا خلاصہ اور سورۃ فاتحہ کا خلاصہ اللہ رحمٰن رحیم ہے۔ واللہ اعلم!

2005ء میں آپ کے کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ باوجود پلیٹ ڈال کرا سے جوڑا گیا۔ اور جسمانی ورزش بھی کروائی گئی۔ لیکن آپ پھر اپنے قدموں پر نہ چل سکے۔ ایک قسم کی محتاجی ہوگئی۔ آپ نے بڑے ہمت و حوصلہ سے ان حالات کا بھی مقابلہ کیا۔ ان حالات کے باوجود آپ دعاؤں میں کماحقہٗ مصروف رہے۔ اخبار بینی کبھی کبھی پی ٹی وی کا خبرنامہ بھی دیکھتے۔ گپ شپ بھی جاری رہتی۔ لیکن بندہ بشر ہونے کے ناطے آدمی تنگ بھی ہوتا ہے۔ انہیں حالات میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی محتاجی کی شکایت کی تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ''انسان خطا کا پتلا ہے۔ تکلیف دے کر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے بندہ پر مہربانی فرماتا ہے کہ اس کے کئی پوشیدہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور یہ کہ آپ کی خطاؤں کی معافی کا یہ بہانہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی کے بارے میں قرآن پاک میں متعدد جگہ ذکر موجود ہے۔ ایک طرف تو اللہ کا بااختیار ہونا نظر آتا ہے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ہونا بھی اس کی منصوبہ بندی کا حصہ ہونا ہے۔ **فعال لما یرید** جو چاہا سو وہ کر دیا۔ **الم یجدک یتیما فاٰوی**۔ کیا اُس نے تجھے یتیم نہیں پایا سو پناہ دی۔،،

ملک سعید احمد صاحب کی والدہ بچپن میں فوت ہوگئیں۔ بن ماں کے بچے

نے ایک لمبا عرصہ محرومیوں میں گذارا۔ایسے میں نماز روزہ کی پابندی بھی کم ہی ہوتی ہے۔ایسے میں ایک اللہ والے کی نظرِ التفات آپ پر پڑی۔میری مراد حضرت سید اسداللہ شاہ صاحب ہیں۔اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو کلیم اللہ کے مقام پر کھڑا کیا ہوا تھا۔یہاں تک بھی بیان کیا گیا ہے کہ شاہ صاحبؒ نے ایک رات میں 100 مرتبہ اللہ سے سوال کیا تو اللہ نے 100 دفعہ ہی جواب سے نوازا۔ **ذالک فضل اللہ یوتی من یشاء** ۔بقول ملک صاحب انہیں وضو کرنا بھی شاہ صاحب نے سکھایا۔پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کروانے کے بعد شاہ صاحب نے شب بیداری سے لطف اندوز ہونا سکھایا۔تہجد ایک ایسی نماز ہے جو سونے کے بعد جاگ کر،فجر کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔اس نماز کی فضیلت قرآن پاک نے بیان کی ہوئی ہے۔ملک صاحب وتر عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھتے تھے۔تا کہ تہجد کے وقت نوافل کے لئے زیادہ وقت میسر آسکے۔

آخری عمر تک آپ شب بیداری سے خالق حقیقی کو راضی کرنے کی سعی کرتے رہے۔نیم شب میں نہ صرف تہجد کے نوافل ادا کرتے بلکہ مختلف ذکر اذکار کرتے رہتے۔بعض اوقات یہ سلسلہ گھنٹوں جاری رہتا۔ظاہری صفائی اور پاکیزگی کے بارہ میں بہت محتاط تھے۔جب تک صحت اچھی رہی تو ہمیشہ تہجد کی عبادت سے پہلے غسل فرماتے۔یہاں تک کہ سردیوں میں بھی۔گیزر کا انتظام تو بہت بعد میں کیا گیا۔عام پانی سے غسل کرتے تھے۔تسبیح کا استعمال کرتے تھے۔درود شریف کثرت سے پڑھتے تھے۔اونچی آواز میں پڑھنا پسند فرماتے لیکن اگر دیگر اہل خانہ کی تکلیف کا احتمال ہوتا تو آواز پست کر لیتے تھے۔چونکہ تہجد کی عبادات کا وقت کافی ہوتا تھا۔اس لئے عموماً مختلف احباب کے لئے دعائیں تہجد کے وقت ہی کرتے تھے۔

فرض نمازوں کے لئے بھی اہتمام کرتے تھے۔چونکہ آپ کی ملازمت پولیس کے محکمہ تھی۔اور پاکستان بننے تک آپ کے افسران انگریز ہوا کرتے تھے۔ظہر یا عصر کی نماز ملازمت کے اوقات میں آتی تھیں۔بعض اوقات دیر ہو جانے کے سبب افسران نے پوچھ گچھ بھی کی۔بعض دفعہ جا کر دیکھا اور بیان کی تصدیق بھی کی۔ایک دفعہ کسی افسر نے کہا کہ تم نماز میں بہت وقت لگاتے ہو۔تو آپ نے جواباً بتایا کہ میں نماز سمجھ کر ترجمہ کے ساتھ پڑھتا ہوں۔برطانوی فوج کے ساتھ برما میں فرائض انجام دیتے رہے تھے۔چونکہ برما کا ماحول کافی آزاد تھا۔اس لئے فوجیوں پر نظر رکھی جاتی تھی کہ وہ کسی غلط کام میں شامل نہ ہوں۔آپ دوپہر کھانے کے وقفہ کے دوران نماز پڑھتے تھے۔جو کہ لمبی ہو جاتی تھی۔ایک افسر کو یہ شک گذرا کہ آپ بھی کسی غلط مصروفیت میں ملوث ہیں۔اس نے مختلف اوقات میں آپ کو جانچا تو ہر دفعہ ہی نماز پڑھتے پایا۔

کئی دفعہ نماز جمع کرتے تھے۔اور ضعیفی کی عمر میں تو اکثر و بیشتر نماز جمع کرتے تھے۔باجماعت نماز کو پسند کرتے۔لیکن کیونکہ گھر میں اکیلے ہوتے تھے۔جو بھی گھر ملنے جاتا اسی سے جماعت کرواتے۔کئی دفعہ اگر نماز جمع کی ہوئی بھی ہوتی تو پھر دوبارہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیتے کہتے کہ نفل ہی سہی۔

احباب کے علم میں ہوگا کہ نفلی روزے رکھنا شاہ صاحب کا معمول تھا۔آپ شاہ صاحب مہینوں مہینے روزے رکھتے۔آج ہم پاکستان کے بنانے میں مختلف سیاسی اور دنیاوی عوامل کا ذکر کرتے ہیں۔وگرنہ روحانی افق کے غازیوں کا تذکرہ رہ جاتا ہے۔حضرت مرزا غلام احمدؒ صاحب کی مسلمانوں اور اسلام کے غلبہ کے لئے دعائیں قابل قدر سرمایہ ہیں۔مولانا محمد علیؒ کا پاکستان کے متعلق نقطہ نظر اور مطمع نظر بڑا واضح رہا۔آپ کی تقریریں اور خطبے اپنی جگہ پر اثر رہیں۔مولانا محمد علی کی باجماعت درخواستیں اللہ کے حضور قبول ہوئیں۔راتوں کی آہ وفگن سے قائداعظمؒ کی کاوشوں کو فتح نصیب ہوئی۔ایسے میں سید اسداللہ شاہ،ولی پوشیدہ کا اللہ کے حضور پر اصرار مکالمہ تاریخ کے اوراق سے پوشیدہ رہے تو رہے لیکن آسمان کی وسعتوں میں اس کی گونج آج بھی فرشتے سنتے ہوں گے۔انہی شاہ صاحب کا آزادی کشمیر کے لئے 6 مہینوں کے روزوں کا مجاہدہ تاریخ میں بے مثال ہے۔اے لا انتہا رحمتوں والے رب شاہ صاحب پر لاانتہا رحمتیں،مغفرتیں،افضال نازل فرما۔اور آقا نامدارؐ کے دربار میں معیت عطا فرما۔آمین۔

تو حضرت شاہ صاحب کی تربیت نامکمل رہ جاتی اگر وہ دادا ابو کو نفلی روزوں کا درس نہ دیتے۔ملک سعید صاحب نے نوجوانی کی عمر میں نفلی روزے رکھنے شروع کر دیے تھے۔شاہ صاحب نے حکم دیا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کے آستانہ

عالیہ دہلی کی حدود میں 40 دن تنہائی کا مجاہدہ کیا جائے۔ایسے عمل کو عرف عام میں چلہ کہتے ہیں۔احباب کو چلہ سے تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔کیونکہ ہمارے مرشد حضرت امام وقتؑ بھی اس عبادت کا عمل کر چکے ہیں۔اور پھر آقا، نامدارؐ کی غار حرا کی عبادات نے تو دنیا کی کایا ہی پلٹ دی تھی۔چنانچہ دلی حضرت نظام الدین اولیاء کے دربار کے احاطہ میں آپ کو جگہ مہیا کی گئی جہاں آپ نے یہ مجاہدہ کیا۔بتاتے تھے کہ حضرت کے مزار پر داخلی دروازہ پر نہایت صحت مند مجاور کھڑے ہوتے تھے اور زائرین کی گردن پکڑ کر حالت رکوع یا سجدہ تک جھکاتے تھے۔لیکن ملک صاحب نے صاف صاف انکار کر دیا کہ وہ ایسا ہرگز نہ کریں گے۔اب وقفہ یاد نہیں کہ کتنے ماہ وسال کے بعد شاہ صاحب نے لاہور میں داتا دربار پر دوبارہ چلہ کاٹنے کا ارشاد فرمایا۔چنانچہ آپ نے داتا صاحب کے مزار کے احاطہ میں پھر چالیس دن کا مجاہدہ کیا۔راقم الحروف نے مشاہدہ کیا کہ ضعیفی عمر میں جبکہ آپ 90 سال کو عبور کر چکے تھے۔آپ ہر سال نفلی چالیس روزے رکھتے تھے جو کہ 21 اکتوبر سے 30 نومبر تک جاری رہتے۔کئی دفعہ ان روزوں کو کسی دعا کی قبولیت کے ساتھ منسوب کر دیتے۔جیسے کسی صاحب کی بیماری وغیرہ۔اس بات کا علم نہیں آپ یہ 40 روزوں کا مجاہدہ کب سے کرتے آرہے تھے۔اور یہ سلسلہ بیماری تک جاری رہا۔فرض روزوں کا اہتمام باقاعدگی سے کرتے تھے۔

2005ء میں جب آپ 99 سال کے تھے گرنے کی وجہ سے آپ کے کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔آپ کا اپریشن ہوا۔اس کے بعد Physio therapy کئی ماہ تک جاری رہی۔کسی سہارا سے بہت کم چل لیتے تھے۔چند ماہ بعد رمضان کا ظہور شروع ہو گیا۔آپ ابرار احمد کے گھر قیام پذیر تھے۔اہل خانہ نے اپنے طور پر ملک صاحب کو قائل کرنا چاہا کہ آپ بیمار ہیں اس لئے آپ روزے نہ رکھیں۔انوار احمد صاحب کی بات مانا کرتے تھے مگر انہوں نے بھی 99 سالہ جوان عزم کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔اب امیر جماعت ڈاکٹر عبدالکریم سعید صاحب کی خدمت میں معاملہ پیش کیا گیا تو وہ نہایت محبت سے ملک صاحب کے پاس تشریف لائے۔چند لمحوں کی گفتگو سے ہی وہ ان کے مصمم ارادہ کو بھانپ گئے۔اس لئے ان کو منع کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔بیماری کے اس عرصہ میں اگر گھر کا کوئی فرد نفلی روزہ رکھتا اور انہیں علم ہو جاتا تو گلہ کرتے کہ آپ نے اکیلے اکیلے روزہ رکھ لیا ہے مجھے نہیں رکھوایا۔جنوری 2012ء میں کسی اہل خانہ نے انہیں نفلی روزہ رکھوا دیا تو رات کو انہوں نے مطالبہ کر دیا کہ ہمیں یہ روزوں کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے۔کیوں کہ بہت سی روکاوٹیں روزوں سے دور ہو جاتی ہیں۔جب ان کے اس مطالبہ کو نہ مانا گیا تو پھر ملک صاحب نے مطالبہ میں سے ہم کا لفظ نکال دیا اور کہا کہ چلیں آپ کو ملازمت پر جانا ہوتا ہے۔آپ مجھے روزے رکھوائیں۔اُن کی صحت کے مدنظر معذرت کی گئی تو آپ تین چار دن خفا خفا اور اداس رہے۔

فرض روزے بہت اہتمام سے رکھتے تھے۔آخری عشرہ رمضان میں دارالسلام میں اعتکاف کرتے تھے۔اس زمانہ میں جن جن احباب کا ساتھ رہا تھا۔انہیں آخر تک یاد کرتے تھے۔خاص طور سے حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا ذکر بڑے جذبہ اور رغبت سے کرتے تھے۔

اگست 2011ء کو آپ کی زندگی کا آخری رمضان تھا۔اور آپ اللہ کے فضل واحسان سے ایک سو چھٹے سال (106) میں قدم رکھ چکے تھے،آپ نے رمضان کے روزے رکھے الحمد علی ذالک۔اب 2012ء کا رمضان ماہ جولائی میں شروع ہونے والا ہے۔مگر اس سے پہلے ہی اداسی نے ڈیرے ڈالنے شروع کر دیئے ہیں کہ اس رمضان میں ہم آپ کی سحری کی مناجات نہ سن سکیں گے۔ **اللہ ذو الجلال حیٌ لایموت** ۔اللہ تعالی بڑی شان والا ہے،وہ ہمیشہ زندہ ہے، وہ کبھی نہیں مرے گا۔ آئیں ہم اس اللہ کو راضی کرنے کے لئے اس کے حضور جھک جائیں۔اے اللہ ملک سعید احمد صاحب کو جنت الفردوس میں رسول اللہ اور امام وقت کا ساتھ عنایت فرمادے۔اور ہم لوگوں کو بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمادے۔اے اللہ ایسے لوگ بھیجتا رہ جو دادا ابو کی طرح بےلوث عبادات اور دعاؤں میں مشغول رہیں۔آمین۔ثم آمین۔۔

☆☆☆☆

قسط دوئم

صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید

سوال و جواب کی صورت میں

از: محترمہ جسارت نذر رب صاحبہ

سوال نمبر (۱۹): وطن واپسی پر آپ نے محمد حسین کوتوال کو جو پہلا خط لکھا اس میں حج نہ کر سکنے کی کیا وجہ بتائی؟

جواب اگرچہ میں حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مسیح موعود علیہ السلام کی مجھے زیارت ہوگئی اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے۔ اس مجبوری سے قادیان ٹھہرنا پڑا اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو ضروری سمجھا۔

سوال نمبر (۲۰): محمد حسین کوتوال کو آپ نے پہلے خط کا جواب نہ آنے پر دوسرا خط تحریر کیا۔ یہ دونوں خطوط کسی طور سے امیر عبدالرحمٰن تک پہنچ گئے پر امیر نے صاحبزادہ صاحب کو کس حکمت عملی سے بلایا؟

جواب امیر عبدالرحمٰن نے آپ کی طرف خط لکھا کہ آپ بلا خوف و خطر چلے آؤ۔ اگر یہ دعویٰ سچا ہوگا تو میں بھی مرید ہو جاؤں گا۔

سوال نمبر (۲۱): امیر کے خط کو دیکھ کر صاحبزادہ صاحب کابل کی طرف روانہ ہو گئے مگر خلافِ توقع ان کا کیسے استقبال ہوا؟

جواب جب مولوی صاحب کابل کی طرف روانہ ہوئے تو خوست میں پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری ان کے گرفتار کرنے کے لئے حاکم خوست کے نام آچکا تھا۔ اس لئے جب وہ کابل کے بازار سے گذرے تو گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے۔ جب وہ امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے ان کے مزاج کو متغیر کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے۔ ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو اور زنجیر غراغراب لگا دو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من 24 سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے۔ نیز حکم دیا کہ پاؤں میں آٹھ سیر وزنی بیڑی لگا دو۔

سوال نمبر (۲۲): صاحبزادہ صاحب کتنا عرصہ قید میں رہے؟

جواب آپ اس قید خانہ میں چار ماہ تک رہے۔

سوال نمبر (۲۳): آپ کی قید کے دوران امیر عبدالرحمٰن ان سے کیا مطالبہ کرتا رہا؟

جواب اس عرصہ میں امیر کی طرف سے کئی دفعہ فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جائے گی۔

سوال نمبر (۲۴): امیر کے بار بار کہنے پر کہ اگر تم مسیح موعود سے انکار کرو تو تمہیں رہائی مل جائے گی۔ آپ کیا جواب دیتے رہے؟

جواب آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ میں صاحب علم ہوں اور حق و باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے۔ میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے۔ اگرچہ میں جانتا

ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں اور میرے اہل وعیال کی بربادی ہے مگر میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دینوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ جس کو میں نے خوب شناخت کرلیا ہے اور ہر ایک طرح سے تسلی کرلی۔ اپنی موت کے خوف سے اس کا انکار کردوں۔ میں جان چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اور فیصلہ کرچکا ہوں کہ حق میرے ساتھ جائے گا۔

سوال نمبر(۲۵): کابل کے امیر نے بار بار وعدہ معافی دے کر ایک عقیدہ کے چھڑانے کے لئے کیوں اتنی توجہ دلائی؟

جواب مولوی عبداللطیف صاحب کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا۔ ہزار ہا انسان اس کے معتقد تھے۔ امیر کابل کی نظر میں اس قدر منتخب عالم فاضل تھے کہ تمام علماء میں آفتاب کی طرح سمجھے جاتے تھے۔ ممکن ہے امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل کیا جائے گا۔ اور چونکہ عنان حکومت کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کرلیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اس کے برخلاف کچھ کرسکے۔ اس لئے وہ قید کی مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعودعلیہ السلام مت مانیں۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کرلیں تب آپ عزت کے ساتھ رہا کردئے جاؤ گے اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا۔ تا متواتر فہمائش کا موقع ملتا رہے۔

سوال نمبر(۲۶): امیر عبدالرحمٰن اور کابل کے اہل حدیث اور دیگر مولوی لوگ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے کس عقیدہ کے خلاف تھے جو اس بلا کا موجب ہوئی؟

جواب یہ بات امیر کابل اور مولویوں کو خوب معلوم تھی کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابوں میں بار بار زور دیتا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد درست نہیں اور اتفاق سے اس امیر کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارہ میں ایک رسالہ لکھا تھا جو حضرت صاحب کے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف تھا۔ اور پنجاب کے شرانگریز بعض آدمی جو اپنے تئیں موحد یا اہل حدیث کہتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے تھے۔ امیر عبدالرحمٰن نے خیال کیا تھا کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہیں اور صاحبزادہ صاحب نے حالت قید میں بتلا دیا کہ اب یہ زمانہ تلوار کے جہاد کا نہیں بلکہ دلائل کے پیش کرنے کا ہے۔ تلوار کے ذریعہ مذہب کو پھیلانا جائز نہیں چونکہ شہید مرحوم سچ کے بیان کرنے میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اپنی موت کا کوئی اندیشہ تھا اس لئے ایسے الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے۔

سوال نمبر(۲۷): جب صاحبزادہ صاحب وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کیا کہتے تھے؟

جواب وہ کہتے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے۔

سوال نمبر(۲۸): حضرت مسیح موعودعلیہ السلام صاحبزادہ صاحب کی اس بات کو کیوں سچ کہتے تھے؟

جواب حضرت صاحب فرماتے ہیں وہ درحقیقت سچ کہتے تھے کیونکہ سرزمین کابل میں اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعودؑ ہونا ان میں ثابت کیا جاتا تو ان اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا اثر ہوا۔ کابل کی سرزمین پر یہ خون اس تخم کی مانند پڑا جو تھوڑے عرصہ میں بڑا درخت بن جاتا ہے۔ اور ہزار ہا پرندے اس پر اپنا بسیرا کرلیتے ہیں۔

سوال نمبر(۲۹): صاحبزادہ صاحب کی قید کے جب چار ماہ گذر گئے تو امیر نے شہید مرحوم کو بلا کر عام کچہری میں کیا فہمائش کی؟

جواب امیر نے بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اس کے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی جائے گی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔

سوال نمبر(۳۰): شہید مرحوم نے امیر کی فہمائش کا عام کچہری میں کیا جواب دیا؟

جواب آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے مگر میں اس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ ہاں چونکہ میں سچ پر ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدے کے مخالف ہیں میری بحث کرائی جائے اگر میں دلائل کی رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے۔ امیر نے اس بات کو پسند کیا اور مسجد شاہی میں خان ملّا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے۔ اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا۔ بحث کے وقت مجمع کثیر تھا۔ مباحثہ تحریری تھا۔ کوئی بات حاضرین کو سنائی نہ جاتی تھی اس لئے اس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہیں۔ سات بجے صبح کے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر جب عصر کا آخری وقت ہوا تو کفر کا فتویٰ لگایا گیا بعد اسکے وہ فتویٰ کفر رات کے وقت امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ مباحثہ کے کاغذات عملاً نہ بھیجے گئے اور نہ عوام پر ان کا مضمون ظاہر کیا گیا۔ امیر نے بھی مباحثہ کے کاغذات طلب نہ کئے۔

سوال نمبر(۳۱): آخر بحث میں شہید مرحوم سے کیا سوال پوچھا گیا؟

جواب آخر بحث میں شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر تم عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو؟ کیا وہ واپس دنیا میں آئیں گے یا نہیں تو آپ نے بڑی استقامت سے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اب وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے۔ قرآن کریم ان کے مرنے اور واپس نہ آنے کا گواہ ہے۔ جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور لکھا کہ ایسے کافر کی سزا سنگسار ہے۔ تب وہ فتویٰ مرحوم کے گلے میں لٹکایا گیا اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈال دی جائے اور اسی رسی سے مرحوم کو کھینچ کر سنگسار کرنے کی جگہ پر پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا۔ جب مقتل پر پہنچے تو شہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا تھا پھر اس حالت میں امیر ان کے پاس گیا اور کہا اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔

سوال نمبر(۳۲): صاحبزادہ صاحب نے امیر کی اس اپیل کا کیا جواب دیا؟

جواب آپ نے فرمایا نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہوسکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے۔ اور عیال واطفال کیا چیز ہے جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ میں حق کے لئے مروں گا۔ تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے۔ اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر، اس کا بھائی نصر اللہ خان اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔ امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا۔ جس پتھر سے شہید مرحوم کو کاری زخم لگا اور گردن جھک گئی پھر بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے۔ یہاں تک کہ پتھروں کی کثرت سے مرحوم کے سر پر پتھروں کا ایک کوٹھ جمع ہو گیا۔

سوال نمبر(۳۳): سنگسار کرنے کا یہ واقعہ کب وقوع میں آیا؟

جواب یہ ظلم 14 جولائی 1903ء میں کابل کی بدقسمت زمین پر ہوا۔

اے کابل! سرزمیں تیری ہے شاہد اس شہادت کی
غموں کی یاد سے معمور ہے اب زندگی تیری

☆☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

تحریر از: قاری غلام رسول صاحب

پیشگوئی یا پیش خبری درحقیقت اللہ تعالیٰ کا وہ علم غیب ہے جس کا اظہار وہ اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام اوران کے کامل پیروکاروں پر کرتا ہے۔

ابتدائے اسلام میں مسلمان جن مصائب و آلام میں گرفتار اور جس بے سروسامانی کے عالم میں تھے اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چند نہتے، فاقہ کش اور بے سروسامان مسلمان قیصر و کسریٰ کی جابر حکومتوں کا تختہ الٹ دیں گے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ بشارت دی کہ تم عنقریب قسطنطنیہ کو فتح کرو گے اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں تمہارے دست تصرف میں ہوں گی۔ مصر پر تمہاری حکومت کا پرچم لہرائے گا تمہاری ترکوں سے جنگ ہوگی جن کی آنکھیں چھوٹی اور چہرے چوڑے ہوں گے اور تمہیں ان پر فتح حاصل ہوگی۔ (بخاری شریف)

عین اس وقت جب قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے پرچم انتہائی جاہ و جلال کے ساتھ دنیا پر لہرا رہے تھے اور بظاہران کی بربادی کا کوئی سامان نظر نہیں آرہا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی کیسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اوران دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔ (بخاری شریف)

دنیا کا ہر مورخ اس حقیقت کا گواہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کسریٰ اور قیصر کی تباہی کے بعد نہ پھر کسی نے سلطنت فارس کا تاج خسروی دیکھا نہ رومی سلطنت کا روئے زمین پر کہیں وجود نظر آیا کیونکہ ممکن نہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے خلاف ہوسکے۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت کی تباہی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔ (بخاری شریف)

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ 70ھ میں بنوامیہ کے کم عمر حاکموں نے جو فتنے برپا کیے یہ واقعی ایسے فتنے تھے کہ جن سے ہر مسلمان کو پناہ مانگنی چاہیے۔ ان واقعات کی خبر برسوں پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی تھی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں اسلام کے داخل اور غالب ہونے کی خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا ''میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جہنم سے آزاد فرمادیا ہے۔ ایک گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسیح موعود) کے ساتھ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ہندوستان میں جہاد کرنے کا وعدہ فرمایا تھا تو اگر میں نے وہ زمانہ پالیا جب تو میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال قربان کردوں گا اور اگر میں اس میں شہید ہوگیا تو میں بہترین شہید ٹھروں گا اور اگر میں زندہ لوٹا تو میں دوزخ سے آزاد ہونے والا ابوہریرہ ہوں گا۔ (نسائی جلد ۲ باب غزوۃ الہند)

امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ نے ۳۰۲ھ میں وفات پائی اور انہوں ں ے اپنی کتاب سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملہ سے تقریباً سو برس قبل تحریر فرمائی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ احد پہاڑ پر چڑھے اس وقت پہاڑ نے حرکت کی تو آپؐ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری شریف)

نبی اور صدیق کو تو سب جانتے تھے لیکن حضرت عمر اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد سب کو معلوم ہوگیا کہ دو شہید کون تھے۔

بعض اوقات پیشگوئیوں میں مجاز اور استعارہ کا رنگ ہوتا ہے۔ اور ایک اخفاء کا پہلو ہوتا ہے جو پیشگوئی پوری ہونے پر ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے سورۃ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں (۱۱) ستارے چاند اور سورج کو

دیکھا جو انہیں سجدہ کر رہے تھے بعد میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ظاہر ہوا کہ گیارہ ستارے ان کے ۱۱ بھائی تھے اور چاند اور سورج سے مراد ان کے والدین تھے جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت اور بادشاہی کو دیکھا تو خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔ جیسا کہ سورۃ یوسف کی آیت ۱۰۰ میں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں دو کنگن دیکھے تو آپؐ نے انہیں پھونک مار کر اڑا دیا۔ دو کڑے یا کنگن درحقیقت دو جھوٹے مدعی نبوت تھے جن کو صحابہ کرامؓ نے ہلاک کر دیا۔ اسی لئے مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئی کو سمجھنے میں لوگوں سے غلطی ہوئی اور انہوں نے ابن مریم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے لئے حالانکہ ابن مریم سے مراد مسیح موعود ہے۔ جو اس امت میں مجدد بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کے لئے آنے والا تھا اور قرآن کریم میں سورۃ تحریم میں مومنوں کی مثال ابن مریم سے دی ہے۔ اور مومنہ عورتوں کی مثال زوجہ فرعون سے دی ہے اور حدیث میں بھی جب ابن مریم کے آنے کی خبر دی وہاں یہ بھی بتا دیا کہ وہ تمہارا امام اور تمہیں میں سے ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ قرآن حکیم کی سورۃ نور میں بتایا گیا ہے کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے۔ لہٰذا ابن مریم سے مراد مسیح موعود ہے جو امام مہدی بھی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لا مہدی الا عیسیٰ'' (ابن ماجہ کتاب الفتن)

یعنی مسیح موعود کے سوا کوئی مہدی نہیں لہٰذا مسیح موعود اور امام مہدی ایک ہی شخصیت تھے۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے تو وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے اور وفات پا چکے ہیں ان کا اس امت میں آنا جائز نہیں۔ کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ خدا تعالیٰ اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ اس امت میں کوئی نیا یا پرانا رسول آئے اور اس پر وحی نبوت ہو اور اس طرح وہ ختم نبوت کی مہر توڑ دے (العیاذ باللہ) آیت ختم نبوت کی تشریح خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں ''لا نبی بعدی'' (بخاری)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح آپ فرماتے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا واجب القتل لعنتی ہے۔ (ملفوظات پنجم ص ۶۱۰)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ آپ دین حق کے مجدد ہیں جو تجدید دین کے لئے آئے ہیں اور یہ کہ اسلام کا غلبہ آپ کی تعلیمات اور آپ کے ذریعہ ہوگا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت دائمی ہے اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے۔ اس کا کوئی نقطہ اور شوشہ منسوخ نہ ہوگا۔ اور وقت آنے والا ہے کہ ساری دنیا کا ایک ہی غالب مذہب ہوگا یعنی اسلام اور ایک رسول ہوگا یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک کلمہ ہوگا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کیونکہ آپ نے جو پیشگوئیاں کی ہیں وہ سب پوری ہوئیں۔ آپ نے دین حق کی تائید اور نصرت کے لئے اسی (80) سے زیادہ کتب عربی، فارسی اور اردو میں تحریر فرمائیں۔ آپ نے ایک نیا علم کلام تخلیق کیا جو اس زمانہ میں اسلام کے دفاع کے لئے ضروری تھا۔ آپ نے اتحاد امت کی بنیاد رکھی اور تکفیر المسلمین کی مذمت کی۔

آپ نے ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیا اور فرمایا فروعی اختلافات کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ آپ نے مسلمانوں کو فروعی اختلافات سے ہٹا کر تبلیغ و اشاعت دین کے لئے ایک جماعت کھڑی کر دی اور اس طرح دعوت دین اور اشاعت قرآن کا دروازہ کھول دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وجود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہوگئیں۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں تھا کہ ہمارے مہدی کے لئے رمضان المبارک میں کسوف خسوف ہوگا۔ یہ پیشگوئی ۱۸۹۴ء میں پوری ہوگئی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''یہ امت یہود کے نقش قدم پر چلے گی'' جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے اور فرمایا تھا علماء شدید ترین مخلوق ہوں گے جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے، مسجدیں ویران اور ہدایت سے خالی ہوں گی لیکن ظاہری طور پر آراستہ و پیراستہ ہوں گی۔ اور فرمایا تھا نااہل لوگ حکمران ہوں گے جیسا کہ فی زمانہ نظر آ رہا ہے اور فرمایا عورتیں کثرت سے ہوں گی اور بے حیائی اور گانا بجانا عام ہو جائے گا۔ یہ تمام پیشگوئیاں اور علامات ہمارے زمانہ میں پوری ہو چکیں۔

احادیث میں جس جگہ امت کے یہودی صفت ہو جانے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا ذکر ہے۔ وہاں ان میں ابن مریم کے نام سے ایک امام کے آنے کی خبر ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کی اصلاح کے لئے تشریف لائے تھے۔ اسی طرح اس امت میں وہ ابن مریم مسیح موعود حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے نام سے آ گیا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جو پیشگوئیاں کیں وہ سب پوری ہو گئیں یہ آپؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ آپؑ نے جماعت احمدیہ کی ترقی کے متعلق پیشگوئی کی۔ قادیان کی ترقی کے متعلق پیشگوئی کی۔ جنگ عظیم کے متعلق پیشگوئی کی۔ طاعون کے متعلق پیشگوئی کی۔ شہزادہ دلیپ سنگھ کے متعلق پیشگوئی کی۔ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی کی۔ امریکہ کے جھوٹے مدعی نبوت جان الیگزینڈر ڈوئی کے متعلق پیشگوئی۔ عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی کی۔ سلطنت ایران میں انقلاب ہونے کے متعلق پیشگوئی کی۔ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی شہادت اور مولوی عبدالرحمٰن کے شہید ہونے کی پیشگوئی کی۔

یہ سب پیشگوئیاں پوری ہو گئیں ان کے علاوہ بھی آپؑ نے جو جو پیشگوئیاں کیں وہ سب پوری ہوئیں یا ہو جائیں گی۔

اس امت میں آنے والے مسیح موعود کا کام کسرِ صلیب اور قتل خنزیر بتایا گیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے وفات عیسیٰ ثابت کر کے یسوع مسیح کی خدائی کا بت توڑ دیا ہے اور اب غیر احمدی علماء اور بڑے بڑے سکالر مانتے چلے جا رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت کیے بغیر کسرِ صلیب ممکن نہیں اور وہ وقت دور نہیں جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے علم کلام کی طرف دنیا جھک جائے گی اور آخر کار دین حق کا غلبہ روحانی اسی تعلیم سے ممکن ہوگا۔ اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا ''وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں اور آخر میں مسیح موعود امام مہدی ہے''

آخر میں دعا ہے اے اللہ! خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو عالمگیر غلبہ عطا فرما۔ آمین

☆☆☆☆

وفات حسرت آیات

امریکہ

تمام احباب جماعت کو یہ پڑھ کر بہت دُکھ ہوگا کہ ڈاکٹر محمد احمد صاحب (صدر امریکہ جماعت) کے والد محترم جناب احمد صادق صاحب امریکہ میں انتقال فرما گئے ہیں۔

''بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

مرحوم کی زندگی بے شمار خوبیوں کی حامل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کارآمد عمر نصیب فرمائی الحمد اللہ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

فطرانہ

تمام احباب و خواتین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس دفعہ فطرانہ -/100 روپے فی کس مقرر کیا گیا ہے۔

تمام احباب جلد از جلد اپنا فطرانہ مرکزی انجمن میں جمع کروا کر شکریہ کا موقع دیں تا کہ یہ رقم اصل حقداروں تک پہنچائی جا سکے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں ہمارے ساتھ شامل ہوں۔

شکریہ

جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن لاہور

☆☆☆☆

تحریراز: مولانا دوست محمد مرحوم ومغفور

رمضان کا مجاہدہ

اسلام نے نسلِ انسانی کی اخلاقی وروحانی اصلاح کے لئے جو راہیں تجویز کی ہیں انہیں حیوانیت سے اٹھا کر انسانیت کے بلند مقام پر کھڑا کر کے مخلوقِ الٰہی کی ہمدردی اور ایک دوسرے کے دُکھوں اور تکلیفوں کا احساس ان میں پیدا کرنے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لئے جن رستوں پر چلنے کی تلقین کی ہے۔ان میں رمضان کے روزے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو روزہ کے اندر انسانی فلاح و بہبود کے وہ تمام پہلو پائے جاتے ہیں جو دوسرے ارکانِ اسلام میں جزواً موجود ہیں۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ جب انسان محض خدا تعالیٰ کے لئے ان حلال چیزوں کو جو اس کی زندگی اور بقا کا موجب ہیں اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور اس سے یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ اگر حلال چیزوں کو وہ خدا کے لئے چھوڑ سکتا ہے تو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں ان کو چھوڑنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔جھوٹ، دغا، فریب، جھگڑا، گالی، ایذا رسائی اور سب سے بڑھ کر رشوت ستانی اور ایک دوسرے کے مالوں کو ناجائز طور پر کھا جانا، یہ وہ چیزیں ہیں جو روزہ کو باطل کر دیتی ہیں۔رمضان ہی کے ذکر میں یہ بھی فرمایا گیا:

''اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور نہ ان کے ذریعہ حکام تک پہنچو تا کہ لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو''۔

غور کر کے دیکھا جائے تو اس آیت کریمہ میں رشوت ستانی اور تمام قسم کے ناجائز مالی تصرف سے کھلے طور پر روکا گیا اور روزہ کے ذکر میں لا کر اس کو بتا دیا گیا کہ جب تم خدا کے لئے حلال چیزوں کو چھوڑ سکتے ہو تو حرام کو چھوڑنا کیوں تم پر دشوار ہے؟۔

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جب خدا کا وہ پاک کلام دنیا پر نازل ہوا جو انسانی فلاح و بہبود کی صحیح راہوں کو پیش کرتا ہے، دنیا کو امن اور عافیت کی حقیقی راہ بتاتا اور ایک خدا کی عبادت کا سبق پڑھا کر بنی نوع انسان کے اندر اخوت واتحاد کی ایسی مضبوط کڑیاں پیدا کر دیتا ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتیں۔آج دنیا ملکی وقومی تعصّبات میں مبتلا ہو کر ایسی ٹولیوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو چکی ہے جو ایک دوسرے کی خون کی پیاسی ہیں۔دنیا کا امن اور عافیت برباد ہو چکا ہے اور اس کی بحالی کی کوئی صورت سوائے اس کے ممکن نہیں کہ قرآن حکیم کی تعلیمات کو دنیا میں پھیلایا جائے اور اس پیغام رحمت کی طرف انہیں دعوت دی جائے۔جو پہلے بھی دنیا کو آگ کے گڑھے کے کنارے سے اٹھا کر الفت ومحبت کی خوشگوار منازل پر پہنچانے کا موجب ہوا اور اب پھر انشاءاللہ تعالیٰ اسی منزل پر دنیا کو لائے گا۔

یہ کام ہمارا ہے کہ اس پاک کتاب کے اس پیغام امن کو دنیا میں لئے جائیں۔یہ اس جماعت کا کام ہے جس کو مجدد وقت نے اسی غرض سے کھڑا کیا ہے کہ قرآن کو لے کر دنیا میں نکل کھڑے ہوں۔اس کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کریں۔

یقین کیجئے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ بلکہ نسلِ انسانی کی حیاتِ ابدی قرآن ہی سے وابستہ ہے اور رمضان کا مہینہ قرآن سے خاص تعلق رکھتا ہے۔روزہ سے قرآن کے بینات، قرآن کے علوم کھلتے اور خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔اس لئے آؤ اس رمضان میں ہم پھر ایک دفعہ روزہ اور قرآن کے ذریعہ سے ان فضائل الٰہی کی کشش کا موجب ہوں جو دنیا کے تمام مصائب کو ختم کر کے اس کو حقیقی امن و عافیت کا گہوارہ بنا دیں۔ایک دفعہ پھر روزہ اور قرآن کے ذریعہ سے خدا کی بادشاہت دنیا پر قائم ہو جاوے کہ یہی فی الحقیقت انسانی پیدائش کی اصل غرض ہے۔

☆☆☆☆

عید پر غرباء کے ساتھ ہمدردی وشفقت

فطرانہ کو منظّم طور پر جمع کیا جائے اور اس سے قومی کام جاری کئے جائیں

خطبہ عید الفطر مورخہ ۲۹ مارچ ۶۰ء فرمودہ حضرت مولانا صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ بمقام احمدیہ بلڈنگس، لاہور

عید پر دو طرح کی خوشی

مارہ رمضان کے اختتام پر آج عید کے دن مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجو د ہو رہے ہیں۔ آج انہیں دو طرح کی خوشی ہے۔ ایک تو اس فطری تقاضا کی وجہ سے کہ کھانے پینے کی جو پابندی مارہ رمضان میں انہیں تھی وہ ختم ہوگئی۔ اور دوسری خوشی یہ ہے کہ ماہ رمضان میں ایک مشقت برداشت کرنے اور مجاہدہ کی عبادت بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان دونوں خوشیوں کی وجہ سے مسلمان آج جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

روزہ کی غرض

روزہ کی غرض یہ ہے کہ اپنی خواہشات پر قابو پایا جائے اور انہیں حد اعتدال کے اندر رکھنے کی عادت ڈالی جائے۔ جس شخص نے اس غرض کو پورا کیا اس کو روزے مبارک ہوں، اسی طرح جذبات پر قابو پانا پامردی ہے۔ بے شمار آدمی ہیں کہ غیظ وغضب کے جذبات سے مشتعل ہو کر ناواجب حرکات کر بیٹھتے ہیں۔ ان جذبات کو قابو میں رکھنا اور حد اعتدال سے بڑھنے نہ دینا اصل مردمی ہے اور روزہ کی غرض اسی چیز کو پیدا کرنا ہے۔

عبادت کے ساتھ ہمدردی خلائق ضروری ہے

رمضان میں جہاں مسلمان عبادت میں مصروف ہوتے ہیں وہاں غرباء کے لئے کھانا بھی بہم پہنچاتے ہیں۔ یہ عید کا دن انہی باتوں کو پھر دوہراتا ہے۔ آج عبادت گذاری کے ساتھ غرباء کے ساتھ ہمدردی کرنا بھی واجب ہے۔ حضورؐ نے سکھایا کہ صرف نمازیں اور روزے فائدہ نہیں دے سکتے جب تک خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی نہ ہو، حضورؐ کی قوم کو یہ چیزیں اچھی طرح سمجھ آئی تھیں اور آپؐ کے زمانہ میں لوگ ان پر پورے طور پر عمل پیرا تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''یعنی ہم جب کسی جگہ ڈیرہ لگاتے تھے تو نماز سے پہلے اپنی سواریوں کو پانی پلاتے، انہیں چارہ ڈالتے اور ان کی مالش وغیرہ کرتے تھے۔ باوجودیکہ عبادت اور نماز کے لئے ہم بڑا زبردست جذبہ اپنے اندر پاتے تھے تاہم اس بات کو مقدم کرتے تھے کہ سواریوں کا پالان وغیرہ اتاریں اور ان کو راحت پہنچائیں۔ یہ سبق سکھایا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق لگانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کیا جائے''۔

عید پر غرباء کی امداد

آج اس سبق کو پھر دوہرایا ہے اور بتایا ہے کہ عید کی نماز قبول نہ ہوگی جب تک فطرانہ ادا نہ کیا جائے۔ یہ نہایت ہی قیمتی سبق ہے جو حضورؐ نے اپنی قوم کو دیا۔ حضورؐ نے قوم کی اقتصادیات کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ کہتے ہیں آج لاہور میں چودہ لاکھ کی آبادی ہے اگر آٹھ آنہ فی کس کے حساب سے فطرانہ وصول کیا جائے تو کم از کم چھ سات لاکھ روپیہ صرف لاہور سے وصول ہوسکتا ہے اور اسی طرح پاکستان کی آٹھ کروڑ آبادی سے چار کروڑ روپیہ ہر سال پیدا ہوسکتا ہے۔

فطرانہ سے قومی ترقی کے کام

اس سے کئی کام سرانجام پاسکتے ہیں۔ اگر ملک بھر میں ٹیکنیکل کالج کھولے جائیں تو یہ قوم کی مرفع الحالی کا موجب ہوسکتا ہے۔ ٹیکنیکل کالج کا یہ مطلب نہیں کہ میزیں یا تالے وغیرہ بنانے کا کام اس میں سکھایا جائے بلکہ اعلیٰ درجہ کے انجینئرنگ کے کام اس میں سکھائے جاسکتے ہیں۔ غرض فطرانہ کی رقم کو منظّم طریق سے جمع کر کے اسے قوم کی ترقی کے لئے خرچ کیا جائے تو عمدہ نتائج پیدا ہوسکتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو سب کچھ ہوا لیکن ایک زمانہ

گذرنے پر اس سے توجہ ہٹ گئی اور ہم سو گئے، حکومت توجہ کرے تو ایک دن میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔ غرباء کی خدمت کرنا خدا کے ہاں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

غرباء کی خدمت کی اہمیت اللہ تعالیٰ کی نظر میں

میں ایک حدیث قدسی آپ کو سناتا ہوں۔ حدیث قدسی وہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی کوئی بات روایت کی گئی ہو۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا ''اے آدم کے فرزند! میں بیمار ہوا اور تو نے میری خبر نہ لی، انسان کہے گا یا اللہ میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا آپ تو پروردگار عالم ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تم نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تم اس کی عیادت کے لئے جاتے تو مجھے وہاں پاتے''

کتنا بڑا سبق ہے، کتنا بڑا جذبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں۔ ایک اور حدیث قدسی میں ہے: ''مجھے غریبوں کے اندر تلاش کرو'' پھر اسی سابقہ حدیث قدسی کے سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''اے انسان میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا، بندہ عرض کرے گا یا اللہ میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا آپ تو خود رب العالمین ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں عاجز بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تم نے نہ دیا۔ اگر دیتے تو یہ کھانا مجھے پہنچتا، پھر فرمائے گا اے انسان میں نے تجھ سے پانی پلانے کے لئے کہا تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا میں کیسے آپ کو پانی پلاتا آپ تو تمام جہانوں کے رب ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے نہ دیا اگر تو اسے پانی پلاتا تو وہ مجھے پہنچتا''۔

اس سے ظاہر ہے کہ غرباء کے ساتھ ہمدردی کرنا ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، مشکلات میں ان کی امداد کرنا، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کس قدر ضروری اور اہم فریضہ ہے۔ ایسا فریضہ جس سے رضا الٰہی میسر آتی ہے۔ اسی لئے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اگر میری تلاش ہے تو غرباء کے اندر تلاش کرو لیکن آج اس کی طرف توجہ بہت کم ہے''۔

امراء کی اعانت غرباء سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کمزور غریب مزدوروں کی وجہ سے تمہیں رزق پہنچتا ہے اور وہی تمہاری مدد کرتے ہیں، یہ تمہارے کارخانے، تمہارے کاروبار غریبوں اور مزدوروں ہی کے ذریعہ چلتے ہیں۔ مزدوروں کے بغیر نہ تمہاری ریل چلے، نہ ہوائی جہاز، نہ کارخانے وغیرہ چل سکتے ہیں، انہی کی محنت و مشقت سے تم مالدار ہوتے ہو''۔

صحابہؓ کی پاک سیرت کا اثر عیدوں پر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تلقین سے قوم کو زندہ کیا وہ خدا کی عبادت کرنے والی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی قوم بن گئی۔ شام کے آدمیوں نے ان کے متعلق کہا کہ ہم نے مسلمانوں کے لشکروں میں جا کر دیکھا ''رات کو وہ خدا کے حضور کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں اور دن کو شہسوار غازی نظر آتے ہیں''۔ یہ کس قدر پاک قوم ہے، کہ باوجود یکہ ہم ان کے نزدیک کافر ہیں، تاہم ہماری کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتے، نہ ہی ہماری بکری پکڑے ہیں، نہ مرغی تک کو ہاتھ لگاتے ہیں، اور غیر عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے، مسلمانوں کی اس سیرت نے غیروں کو بے حد متاثر کیا تھا، اگر قوم کا بحیثیت قوم کیریکٹر اچھا ہو تو اس کا دوسروں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق

خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ رمضان میں جہاں آپ بہت عبادت کرتے تھے وہاں بارش کی طرح بخشش بھی کرتے تھے۔ آپؐ تو ویسے بھی سب سے بڑھ کر سخی تھے لیکن رمضان میں آپؐ کی سخاوت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی تھی اور عبادت کا حال یہ تھا کہ ویسے تو ساری عمر تہجد آپؐ نے پڑھی لیکن جب رمضان کی آخری راتیں آتیں تو آپؐ کی راتیں زندہ ہو جاتیں اور اپنے گھر والوں کو آپؐ اٹھاتے اور کمر ہمت باندھ کر عبادت الٰہی میں لگ جاتے، رمضان میں جبریلؑ کے ساتھ آپؐ قرآن کا دور کرتے اور قوم کو بھی عبادت اور قرآن پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور عبادت کے ساتھ سخاوت پر بھی زور دیتے تھے۔ فی الحقیقت جس قوم نے خدا کی عبادت کے ساتھ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی وہ قوم کامیاب ہوگئی۔ یہ تربیت ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اس کی پابندی کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے اسی سے قوم کی ترقی شرف اور بزرگی بڑھتی ہے۔

☆☆☆☆

ہدیہ تبرک

بہ تقریب سعید قیام پاکستان

حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ بحوالہ پیغام صلح مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

میں سب سے پہلے قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں ہدیہ تبرک پیش کرتا ہوں جن کے خدا پر بھروسہ اور دن رات کی ان تھک کوششوں سے، جن کے عزم اور استقلال سے، جن کی بے نفسی سے، جن کی زبردست قوت مقابلہ سے، جن کی وسعت قلبی سے آج مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان نعمت سے متمتع کیا کہ انہیں ہندوستان کے ایک حصہ پر حکومت عطا فرمائی۔ اے خدا تو ہم سب کو یہ توفیق عطا فرما کہ ہم تیری اس نعمت کو لئے ہوئے تیرے شکر گذار بندے بنیں اور ہمارے سر عاجزی سے تیرے در پر جھکتے رہیں۔ مسلمان دوسروں پر حکومت کریں تو خدا کے عاجز بندے بن کر کریں۔

میں ہدیہ تبرک پیش کرتا ہوں ان سب مسلمانوں کی خدمت میں، ان کے عوام اور رؤسا کی خدمت میں جن کی قربانیوں سے پاکستان بنا بالخصوص ان عوام کی خدمت میں جن کی قربانیوں میں کسی قسم کی اغراض نفسانی کی ملاوٹ نہ تھی جو قربانیاں کرنے میں آگے تھے اور ان سے فائدہ اٹھانے میں پیچھے ہوں گے۔ ان میں سب سے بڑی قربانی وہ ہے جس نے مسلمان قوم کے اندر اتحاد پیدا کیا اور ان سب سے اس دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس اتحاد کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھے اور اس میں اور ترقی دے۔ ہمارے دلوں میں کلمہ گوؤں کے ساتھ کسی قسم حسد اور کینہ باقی نہ رہے اور ان مسلمان بھائیوں کو بھی جو ابھی تک اتحاد میں شامل نہیں ہوئے یہ سمجھ کر عطا فرما کہ ٹکڑے ٹکڑے بن کر ان میں سے آج کسی کو عزت بھی مل جائے تو کل وہ سب ذلیل ہوں گے خود وہ بھی ذلیل ہوگا۔

میں ہدیہ تبرک پیش کرتا ہوں ان غیر معلوم مسلمانوں کی خدمت میں جن کی راتوں کی دعائیں اور بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور نصرت کو لانے کا ذریعہ بنی ہے اور جن کی کوششوں سے خدا کا نور دنیا میں پھیل رہا ہے۔

بالآخر میں دعائے مغفرت و ترقی درجات کرتا ہوں ان بزرگوں کے لئے جنہوں نے اس ملک میں تبلیغ اسلام کا وہ بیج بویا جس کا پھل آج ہم پاکستان کے رنگ میں کھا رہے ہیں۔ اگر ان بزرگوں نے یہ بنیاد نہ رکھی ہوتی تو آج نہ صرف پاکستان ہی ہمارے وہم میں نہ آسکتا تھا بلکہ ہم میں سے کروڑ ہا انسان شرک اور بت پرستی کی ظلمت میں مبتلا ہوتے۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ مسلمان بھائی یہ دعا کریں کہ خدا ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے جن کے سینوں میں یہ تڑپ تھی کہ وہ اس زمین کو خدا کے نور سے روشن کردیں اور خدا کا آخری پیغام قرآن تمام لوگوں تک پہنچا دیں تاکہ ہم آنے والی نسلوں کے لئے وہی ورثہ چھوڑیں جو ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے چھوڑا جس طرح آج ان کی محنت اور قربانیوں کی بدولت ہم پاکستان بنا رہے ہیں ہماری محنت اور قربانیوں کی بنیاد پر وہ سارے ہندوستان کو ہی نہیں ساری دنیا کو ایسا پاکستان بنادیں جس میں بندوں کا تعلق اپنے خدا سے قائم ہو اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے پر رحم ہو مسلمان پر بھی اور غیر مسلم پر بھی اور ظلم و فساد دنیا سے مٹ کر ساری نسل انسانی ایک کنبہ کی طرح رہے۔

اور بالآخر یہ دعا کرتا ہوں کہ اے خدا تو نے اگر ہمیں حکومت دی ہے تو خدمت خلق کی تڑپ بھی عطا فرما اور ہمیں ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما جنہوں نے بادشاہ ہوکر فقیرانہ زندگیاں بسر کیں اور اپنے آپ کو اپنی رعایا کا حاکم نہیں ان کا خادم سمجھا اور ان کی خدمت کے لئے ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں اپنی عزت سمجھی تو اس اسلامی حکومت کو ایک ایسا نمونہ بنا جس سے دنیا کی دوسری حکومتیں عدل وانصاف کا، رواداری کا، دیانت اور امانت کا، مخلوق خدا کی خدمت کا سبق سیکھیں۔ تو اس کے عمال کو بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے کو یہ توفیق عطا فرما کہ ان کے سر تیرے احکام پر جھکے رہیں اور ان کے دل مخلوق خدا پر رحم سے بھرے رہیں۔

درس قرآن ۔ ۱۶

نصیر احمد فاروقی مرحوم و مغفور

(از: معارف القرآن)

ترجمہ: ''اے نسلِ انسانی اپنے رب کی فرمانبرداری کرو جس نے تمہیں پیدا کیا، اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم متقی بنو''۔

میں نے پچھلے درس میں اس آیت کے ابتدائی الفاظ ''اے نسلِ انسانی اپنے رب کی فرمانبرداری کرو'' کی تفسیر کی تھی کہ قرآن کریم کا یہ پہلا حکم صرف مسلمانوں یا مومنوں کو مخاطب نہیں کرتا بلکہ تمام نسل انسانی کو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو نازل فرمایا ہے۔ تمام نسلِ انسانی کے لئے تا کہ دنیا کے لوگ جو مختلف مذہبوں کے بگڑ جانے کی وجہ سے گمراہیوں اور آپس کے مذہبی جھگڑوں بلکہ لڑائیوں میں مبتلا تھے اب اسلام میں صلح و امن پائیں اور نسلِ انسانی ایک ہو جائے۔ تو نسلِ انسانی کو پہلا حکم وہی دیا گیا جو تمام کائنات کو ہے کہ وہ عاجزی سے فرمانبرداری کرے اپنے رب کی۔ چنانچہ تمام کائنات اپنے رب کے احکام (بصورت قوانین) کی ایسی عاجزی سے فرمانبرداری کرتی ہے کہ اس سے بڑھ کر نہیں سکتی۔ خود انسان کا جو مادی یا حیوانی حصہ ہے یعنی جسم وہ بھی اپنے رب کے حکموں یعنی قوانین کو بلا چون و چراں مانتا ہے۔ انسانی روح جو خدا نے ہر انسان کے اندر پھونکی ہے اور جو ہر انسان کی شخصیت یعنی Personality کی بنا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ عالیہ کے ماتحت Freedom of will یعنی آزادی آرادہ و عمل بخشی ہے تا کہ انسان میں اخلاقی اور روحانی خوبیاں پیدا ہوں کیونکہ اخلاقی خوبی یا روحانی خوبی تبھی پیدا ہوتی ہے کہ انسان آزاد ہو کہ جو چاہے کرے یعنی چاہے تو نیکی کرے اور چاہے تو بدی کرے۔ مثلاً اگر جھوٹ بولنے کا امکان یا آزادی نہ ہوتی تو جھوٹ کو چھوڑ کر سچ بولنے کی خوبی کہاں پیدا ہوتی؟ اگر بددیانتی کا امکان اور آزادی نہ ہوتی تو دیانتداری خوبی نہ بنتی۔ اپنے رب کی عاجزی سے فرمانبرداری کا حکم یوں دیا کہ رب وہ ہے جو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف بتدریج لے جاتا ہے۔ انسان کی قوتِ عمل ان حیوانی جذبات اور خواہشات کی وجہ سے ہے جو اس کے جسم (جو حیوانوں سے مشترک ہے تبھی ڈاکٹر دوائیاں حیوانوں پر آزمانے کے بعد انسانوں کو دیتے ہیں) سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت نصیب نہ ہو تو وہ پھر اپنے حیوانی جذبات اور خواہشات کے کہنے پر چلے گا تب وہ حیوانی سطح سے اٹھ نہیں سکے گا اور حیوان بنا رہے گا جیسا کہ مغرب میں آج ہمیں نظر آ رہا ہے بلکہ انسان حیوان سے بھی نیچے گر جاتا ہے کیونکہ حیوان کبھی خلافِ فطرت افعال نہیں کرے گا مگر مغرب میں اب وہ کھلم کھلا اور قانونی اجازت سے ہو رہے ہیں، یا انسان اب Drugs یعنی منشیات عام کھا رہے ہیں جو ان کے لئے سخت مضرِ صحت ہیں حالانکہ حیوان کبھی مضرِ صحت چیز نہیں کھاتا کیونکہ اس کی فطرت اس کی ناک میں نکیل یا گلے کی رسی کی طرح ہوتی ہے مگر انسان کو آزادی عمل یعنی Freedom of will دہ گئی ہے جس کے صحیح استعمال سے اس میں اخلاقی اور روحانی خوبیاں پیدا ہو سکتی ہیں جیسا کہ میں ابھی بتا آیا ہوں۔ تو انسانی جذبات اور خواہشات کو صحیح استعمال کرنے کا طریق ان کو اور انسان کو پیدا کرنے والا ہی بتا سکتا تھا اس لئے فرمایا ''اپنے رب کی فرمانبرداری کرو جس نے تم کو پیدا کیا''۔

جس خدا نے انسان کو پیدا کیا وہی بہترین علم رکھتا ہے کہ اس نے انسان کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے انسان کے اندر کیا قویٰ یا طاقتیں رکھی ہیں، ان کا صحیح استعمال کیا ہے۔ کن باتوں سے انسان کو بچنا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ اسی لئے اس کے حکموں کی فرمانبرداری ضروری ہے کیونکہ وہ نہ صرف خالق ہے بلکہ رب بھی ہے کہ پیدا کر کے انسان سے یا اپنی

دوسری مخلوق سے علیحدہ نہیں ہوگیا بلکہ ہر آن اس کی ربوبیت کر رہا ہے یعنی ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف لے جارہا ہے۔ دوسری مخلوق تو اپنے رب اور خالق کی بلاچون وچراں فرمانبرداری کر کے اس کی ربوبیت سے ترقی پاتی ہوئی اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرتی ہے۔ انسان کو اختیار یا آزادی عمل دیا تا کہ اس میں اخلاقی اور روحانی خوبیاں بنیں جو بغیر نیکی بدی کے امکان اور اختیار کے نہ بن سکتی جیسا کہ میں ابھی بتا آیا ہوں تو انسان کو بھی اپنے خالق اور رب کی عاجزی سے فرمانبرداری کرنی چاہیے تا کہ اس کی ربوبیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور ترقی کرتے ہوئے وہ اپنے مقصد پیدائش کو پالے جو کہ خود اللہ تعالیٰ کو پانا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی اپنی ہر آن کی ربوبیت اور ہدایت کے ممکن نہ تھا۔ میں نے عاجزی سے فرمانبرداری کا بار بار ذکر کیا ہے جو لفظ عبادت یا عبودیت کے اپنے معنی ہیں کیونکہ ربوبیت یا تربیت کا پورا فائدہ وہی اٹھاتا ہے جو عاجزی سے فرمانبرداری کرے نہ کہ گستاخی سے یا بے ادبی سے یا بدلی سے۔ اس کی مثال ماں باپ کی ربوبیت یا استاد کی تربیت ہے۔ وہی بچہ اس سے پورا اور صحیح فائدہ اٹھا سکتا ہے جو اپنے ماں باپ یا استاد کو اپنا محسن اور خیر خواہ جانتے ہوئے ان کی عاجزی سے فرمانبرداری کرتا ہے نہ کہ گستاخی یا بے ادبی یا بدلی سے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون انسان کا محسن اور خیر خواہ ہوسکتا ہے؟

لفظ خلقکم یعنی تم کو پیدا کیا پر مزید غور کی ضرورت ہے۔ انسان کی پیدائش جسمانی بھی ہے اور روحانی بھی چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ''وہی اللہ ہے جو مادہ کو پیدا کرنے والا ہے اور روحوں کو پیدا کرنے والا ہے'' (الحشر آیت ۲۴) اب آپ انسان کی جسمانی تخلیق کو لے لیجئے تو کوئی دو انسان کبھی ایک نہیں ہوئے۔ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلوؤں تک ہر انسان علیحدہ اور واحد شخصیت ہے۔ آج سائنس نے پتہ لگایا ہے کہ کسی دو انسانوں کے بھی سر کے بال ایک جیسے نہیں ہوتے چنانچہ لندن میں کسی چور کی ٹوپی جلدی میں رہ گئی۔ اس میں جو اس کا بال تھا وہ بعد میں جب چور پکڑا گیا تو اس کے بالوں سے بالکل عین مطابق ہونے کی وجہ سے (جو کہ لیبارٹری کی خوردبین نے بتایا) عدالت نے اسے اس مکان میں چوری کے جرم میں سزا دی جس میں وہ ٹوپی رہ گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائنسدانوں نے آن کر گواہی دی کہ کسی دو انسانوں کے بال بالکل ایک جیسے نہیں ہوتے۔ دوسری طرف کسی دو انسانوں کے پیر کے تلوے ایک جیسے نہیں ہوتے تبھی تو خوجی Trackers مجرم کے پیر کے نشانوں پر اس کا پتہ ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ کسی دو انسانوں کے انگلی کے یا انگوٹھے کے نشان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اسی لئے عدالتیں انگوٹھے کے نشانوں پر جو کسی کاغذ پر ہوں فیصلہ دیدیتی ہیں۔ کسی دو انسانوں کے جسم کی خوشبو تک ایک جیسی نہیں ہوتی۔ اسی لئے Blood Hounds کتے مجرم کے کسی کپڑے کے سنگھائے جانے کے بعد اس کا پیچھا کر کے دور دراز فاصلہ تک اس کو ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ اور اب تو سائنس نے پتہ نکالا ہے کہ کسی دو انسانوں کے Cells یعنی وہ اجزاء جن سے وہ بنا ہے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ الغرض اس خلاق العظیم نے جس کا نام اللہ ہے اس چندروزہ زندگی کے انسانی جسم میں بھی ہر شخص کی اپنی خصوصیت اور پہچان بنائی ہے تو روح انسانی جو ہمیشہ رہنے والی ہے وہ کہاں ایک جیسی ہوسکتی تھی۔ ہر انسان کی روح اپنی استعدادوں اور دوسری باتوں میں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

تو ربوبیت جہاں ہر جسم کی اپنی اپنی طرز کی ہوتی ہے وہاں روح کی بھی جو انسان کے اندر رہ کر ''نفس'' کہلاتی ہے۔ اس کی علیحدہ علیحدہ تربیت ہو کر وہ انسان ایک علیحدہ شخصیت یا Personality بنتا ہے۔ تو اس باطنی یا روحانی تربیت یعنی نشو ونما کے لئے اشد ضروری ہے کہ وہ روح اپنے خالق اور رب کی فرمانبردار بن کر اس روحانی مقصد کو حاصل کرلے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ اسی لئے فرمایا اس آیت میں جس پر میں یہ درس دے رہا ہوں کہ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی عاجزی سے فرمانبرداری کرے کیونکہ اس نے نہ صرف اسے پیدا کیا ہے بلکہ وہی اس کی ربوبیت کر کے اسے وہ انوکھی ہستی بنا سکتا ہے جس مقصد کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔

پھر فرمایا والذین من قبلکم یعنی اسی اللہ نے جس نے تمہیں پیدا کیا تمہارے باپ دادوں کو بھی پیدا کیا۔ اب انسان کی ایک عجیب کمزوری ہے کہ مذہب کے معاملہ میں وہ اندھا اپنے باپ دادوں کی تقلید کرتا ہے بلکہ فرمانبرداری کرتا ہے اور خود سوچ کر اپنے لئے صحیح فیصلہ نہیں کرتا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ آج

اگر عیسائی، عیسائی ہیں تو اس لئے کہ ان کے باپ دادا عیسائی تھے۔ ہندو، ہندو ہیں تو اس لئے کہ باپ دادا ہندو تھے۔ چاہے وہ مذہب ان کو صحیح معلوم دے یا نہیں۔ اسی طرح تمام قوموں کا حال ہے آج ہر طرف Generation Gap ''جنریشن گیپ'' کا شور ہے کہ ہر دو نسلوں میں جو فرق ہوتا ہے اسے بہانہ بنا کر اولاد ماں باپ کی فرمانبرداری نہیں کرتی کہ وہ اور تھے ہم اور ہیں۔ مگر مذہب کے معاملہ میں یہی لوگ ماں باپ کے مذہب پر اندھا دھند قائم ہیں اور اسے نہیں چھوڑتے چاہے اس پر ان کا عمل باقی نہ رہا ہو۔ تو فرمایا کہ تمہارے باپ دادوں کو بھی اس نے ہی پیدا کیا تھا اور ان کی بھی تمہاری طرح رہنمائی کی تھی۔ اگر وہ ہر قسم کے شرک یا غلط عقائد میں مبتلا ہو گئے تو یہ ان کا قصور تھا۔ مثلاً فرمایا ''یعنی سب انسان ایک ہی جماعت ہیں۔ پس اللہ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری تا کہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں وہ باہمی اختلاف کرتے تھے'' (البقرہ ۲: ۲۱۳) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے ساتھ ایک ہی تعلیم اتاری تا کہ لوگ جو پہلے بھی اختلاف کرتے تھے ان میں فیصلہ کرے۔ آگے فرمایا کہ باوجود خدا کی ہدایت کے لوگوں نے پھر اختلاف کرنا شروع کر دیا۔ یہ کہ ان تمام نبیوں کو ایک ہی تعلیم دے کر بھیجا گیا تھا واضح فرمایا:

ترجمہ: ''اور تجھ سے پہلے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری فرمانبرداری کرو'' (الانبیاء: ۲۱-۲۵)

تو اس آیت میں جس پر میں آج درس دے رہا ہوں فرمایا کہ تمہارے باپ دادوں کو بھی میں نے ہی پیدا کیا تھا اور وہی تعلیم دی تھی جو آج تم کو دی جا رہی ہے۔ تو اگر انہوں نے اختلافات مذاہب پیدا کر لیا یا میری ہدایت کی پرواہ نہ کی تو تم کیوں اپنے آپ کو برباد کرتے ہو۔ آخر میں فرمایا کہ لعلکم تتقون یعنی اگر ہم تمہیں ہماری فرمانبرداری کو کہہ رہے ہیں تو اس لئے کہ تم تقویٰ اختیار کر سکو۔ یہ اس لئے کہ جو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت یعنی اس کی کتاب کی فرمانبرداری نہ کرے گا۔ وہ پھر جو اس کا دل چاہے گا کرے گا یعنی اپنے جذبات یا خواہشات کی اتباع کرے گا اور وہ انسان کی عقل پر پردہ ڈال کر انسان کو ہر قسم کی نقصان دہ اور تکلیف پہنچانے والی چیزوں میں مبتلا کر دیتے ہیں بالفاظ دیگر گناہوں اور بدیوں میں۔ اس کی مثال ہمارے سامنے یورپ اور امریکہ میں ہے کہ انجیل میں جیسی کیسی بھی ہدایت تھی اگر عیسائی لوگ اس پر عمل کرتے تو کیا وہ بدیاں اور گناہ کبیرہ جو آج ان ملکوں میں کھلم کھلا کر رہے ہیں ہوتے؟

عام طور پر انسان کے ہر عمل کا اچھا پہلو بھی ہوتا ہے اور بُرا بھی۔ کب کوئی اچھا عمل بُرا بن جاتا ہے، یہ انسان اپنے جذبات اور خواہشات کی رو سے فیصلہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً دولت کی تلاش فی نفسہ بُری نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا فضل کہا ہے اور کہا ہے کہ اسے تلاش کرو۔ مگر دولت کمانے میں کب جا کر برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں یہ انسان دولت کی طلب اور ہوس میں محسوس نہیں کرتا۔ یا دولت کما کر نیک کاموں میں بھی لگائی جا سکتی ہے اور بُرے کاموں میں بھی۔ تو نیکی اور بدی کی تمیز دولت مند خود نہیں کر سکتا۔ یہ تو کسی تیسری اور اعلیٰ ذات کا کام ہے جو سبحان ہے یعنی غلطیوں اور عیبوں سے پاک ہے۔

تقویٰ کے ایک معنی حقوق کو پورا کرنا ہے تو کس کے کس پر کیا حقوق ہیں، یہ فریقین نہیں طے کر سکتے۔ مثلاً مردوں اور عورتوں کے درمیان حقوق کے بارہ میں ہمیشہ جھگڑا رہا ہے۔ اور ان پر کبھی اتفاق نہیں ہو سکا۔ اسی لئے قرآن حکیم نے بالتفصیل مردوں عورتوں کے حقوق کو بیان فرمایا ہے۔ تو ان حقوق کو جان کر ان کو پورا کرنا بھی تقویٰ ہے اور حقوق کا فیصلہ سوائے اس احکم الحاکمین کے کوئی اور نہیں کر سکتا جس نے مردوں اور عورتوں دونوں کو پیدا کیا ہے تا کہ وہ مل کر رہ سکیں اور ان کے ایک دوسرے پر حقوق مقرر فرمائے۔

اس درس کو ختم کرنے سے پہلے میں بتا دوں کہ پچھلے دونوں درسوں میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر زور تھا۔ تو انسان کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح فرمانبرداری کروں۔ سو اس کا جواب اگلی آیات میں ہے کہ اس قرآن کریم کی فرمانبرداری میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔

☆☆☆☆

شبان الاحمدیہ مرکزیہ، لاہور

بزمِ اطفال

دل اور زبان

جب حکیم لقمان اپنی تعلیم مکمل کر چکے تو ان کے استاد محترم نے ان سے کہا: ''لقمان آج ایک بکرا ذبح کرو اور اس میں سے جو سب سے اچھی چیز سمجھو اسے ہمارے لئے پکا لاؤ''۔ لقمان نے بکرا حلال کر کے اس کے دل اور زبان کو خوب اچھے مسالوں کے ساتھ پکا کر استاد کے سامنے رکھ دیا۔ استاد نے چکھا تو تعریف کی اور کہا: ''لقمان آج تم آدھے پاس ہو گئے'' دوسرے دن استاد نے پھر فرمایا: ''آج پھر ایک بکرا ذبح کرو اور اس میں سے جو سب سے بُری چیز پاؤ وہ ہمارے لئے تیار کر لاؤ''۔ انہوں نے بکرا ذبح کر کے اب بھی پہلے دن کی طرح صرف دل اور زبان کو ہی چنا۔ مگر اب اس ترکیب سے پکایا کہ زبان میٹھی پکی اور دل کڑوا اور پھر دونوں کو ملا کر استاد کے سامنے لا رکھا۔ استاد نے چکھا تو بدمزہ پا کر پوچھا: ''لقمان! آج کیا پکا لائے ہو؟'' لقمان نے عرض کی: ''حضور وہی دل اور زبان جو آپس میں موافق نہیں''۔ استاد نے فرمایا جاؤ آج تم بالکل پاس ہو گئے۔

حکیم لقمان نے دونوں دفعہ کیسی اچھی چیزیں چنیں۔ سچ مچ ایک جیسے دل اور زبان سے بڑھ کر کوئی نعمت لطیف اور لذیذ نہیں اور نہ ایک دوسرے سے مخالف دل اور زبان سے زیادہ کوئی چیز بُری اور بدمزہ ہے۔ جس آدمی کا دل اور زبان ایک ہو دنیا بھی اس کی عزت کرتی ہے۔ خدا بھی خوش ہوتا ہے اور جس کی زبان دل سے موافق نہ ہو۔ دنیا بھی اسے اچھا نہیں سمجھتی اور خدا بھی ناخوش ہو جاتا ہے بلکہ وہ خود بھی خوش نہیں رہتا۔

گذشتہ شمارے کے ''کوئز برائے اطفال الاحمدیہ'' کے درست جوابات

(۱): کچھ لوگ شاعری کے ذریعہ حق کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔

(۲): جمالی (۳): رمضان

(۴): جزاک اللہ (۵): براہین احمدیہ

کوئز برائے اطفال الاحمدیہ

سوال نمبر1: جب ہمارا پیارا وطن پاکستان آزاد ہوا تو اس وقت اسلامی تاریخ کیا تھی؟

(۱):27رمضان1368ھ (۲):14رمضان1947ء (۳):27رمضان1367ھ

سوال نمبر2: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں۔۔۔'' اس آیت کے ترجمہ کا حوالہ بتائیں؟

(۱): سورۃ محمد:33 (۲): سورۃ النور:35 (۳): سورۃ البقرۃ 183

سوال نمبر3: قرآن کریم کے مطابق روزہ رکھنے کا اصل مقصد کیا ہے؟

(۱): ہمیں نور ملے (۲): ہم متقی بنیں (۳): ہم روزہ دار بنیں

سوال نمبر4: رمضان المبارک کا تیسرہ عشرہ کیا کہلاتا ہے؟

(۱): رحمت کا (۲): مغفرت کا (۳): دوزخ سے نجات کا

سوال نمبر5: لیلۃ القدر ہزار۔۔۔۔۔ سے بہتر ہے۔ (سورۃ القدر:3)

(۱): راتوں (۲): مہینوں (۳): سالوں

گذشتہ ماہ کے درست جواب دینے والوں کے نام

(۱): اعزاز احمد (۲): رابیل مظفر (۳): ولید احمد، پشاور (۴): جان گل، پشاور

جواب ارسال کرنے کا طریقہ

تمام بچے اپنے جوابات اس پتہ پر ارسال کریں: دفتر شبان الاحمدیہ مرکزیہ ۵ عثمان بلاک دارالسلام کالونی نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔

نیز جوابات sms کے ذریعے بھی بھیجے جا سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ کار درج ذیل ہے: ☆اپنا نام اور شہر کا نام ☆ سوال کا نمبر اور آگے جواب۔

☆شبان الاحمدیہ مرکزیہ کے نمبر 0313-4433515 پر بھیجیں۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر چوہدری ریاض احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام۔۵۔عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

عیدالفطر کے مسائل

(۱) عیدالفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا اور نماز عید سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲) عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فطرانہ روزہ کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے۔ اس سے غرباء اور مساکین کو خرچہ مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے اور مساکین بھی عید کی خوشی سے محروم نہیں رہتے۔

(۳) نماز عید کو جاتے ہوئے ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

(۴) صدقہ عیدالفطر ہر فرد پر واجب ہے۔ عورتوں، بچوں اور ملازمین کا صدقہ گھر کے مالک کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کی کفالت کرتے ہیں۔

(۵) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان، تکبیر، اقامت کوئی نہیں ہوتی۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔

(۶) نماز عید کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

(۷) عید کے دن آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو حسب توفیق ہدیہ اور تحائف دینا اور طعام میں شریک کرنا باہمی محبت بڑھانے میں نہایت ہی مستحسن چیز ہے۔

(۸) حضرت اقدس کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عیدالفطر کا پیشتر حصہ انجمن کے بیت المال میں جمع کراتے ہیں۔ اس لئے نماز سے قبل یہ صدقہ انجمن کے امین کے پاس جمع کرا دینا چاہیے۔

(۹) صدقہ عیدالفطر کے علاوہ حضرت اقدس کے حکم سے حسب حیثیت عید فنڈ کی ادائیگی بھی ہر ممبر جماعت کے لئے لازمی ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اس طرح اس خوشی کے دن اسلام کا کچھ حصہ اور حق ہے۔ لہٰذا احباب اس فنڈ کی طرف بھی خاص توجہ مبذول فرمائیں اور فطرانہ و عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیج دیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور مالی جہاد ہے۔

(۱۰) اس سال انجمن نے فی کس/100 روپے فطرانہ مقرر کیا ہے۔

جشن پاکستان پر

از: اعظم علوی

دعا اہلِ حرم کی عرش سے پیغام لائی ہے
بحمد للہ کہ نصرت پھر درِ مولا سے آئی ہے

جو تھا مدِ مقابل آج اس نے منہ کی کھائی ہے
شہنشاہی مسلمانوں کی لونڈی بن کے آئی ہے

درِ خالق پہ یہ غازی جو خم اپنی جبیں کرلیں
تو پاکستان کیا شئے ہے جہاں زیرِ نگیں کرلیں

ہمیں فاروق اعظمؓ کی وہ سطوت یاد ہے اب تک
علیؓ و طارق و خالدؓ کی جرات یاد ہے اب تک

صلاح الدین و قاسم کی شجاعت یاد ہے اب تک
ہوئی تھی ہم پہ جو بارانِ رحمت یاد ہے اب تک

اُدھر غازی کے لب پر نعرہ تکبیر ہوتا تھا
تو ملک قیصر و کسریٰ اِدھر تسخیر ہوتا تھا

وہ جرات آشنا تھے گرمی ایماں کی برکت سے
سمجھتے تھے کہ زندہ ہیں فقط احیاءِ ملت سے

خریدا جانہیں سکتا تھا اُن کو مال و دولت سے
فقیری میں وہ مالا مال تھے صبر و قناعت سے

تکبر سے نہ اٹھتی تھی نگاہِ پاک باز ان کی
ادا ہوتی تھی تلواروں کے سایہ میں نماز ان کی

اسی جوش اخوت سے جہاں میں انقلاب آیا
یہی احساس ملت نور بن کر ہر طرف چھایا

یہی جذبہ مسلماں کو زمیں سے عرش پر لایا
جہاں والوں نے اپنے روبرو نورِ خدا پایا

نوید فتح و نصرت بن کے آئی ہر سحر ان کی
پہاڑوں کا جگر تک چیر جاتی تھی نظر ان کی

سرِ مسلم پہ اب جو ابرِ رحمت کی تراوش ہے
جگر کے خون سے تاریخ ماضی کی نگارش ہے

چمن میں جذبہ شوقِ شہادت کی نمائش ہے
یہ کہہ دو بلبلوں سے نقد جاں کی آزمائش ہے

سرود و رقص کی محفل کے اٹھ جانے کے دن آئے
کمر باندھو عزیزو نور پھیلانے کے دن آئے

یہ نصرت ربِ کعبہ کی طرف سے اِک بہانہ ہے
مقدر ہم کو میدان عمل میں آزمانا ہے

کٹھن ہے اپنی منزل آزمائش کا زمانہ ہے
ہمیں اسلام کی دیرینہ عظمت کو دکھانا ہے

ہمیں اپنے وطن کی اس طرح تعمیر کرنا ہے
کہ قول و فعل سے قرآن کی تفسیر کرنا ہے

خدا رکھے سلامت قائد ملک و سیاست کو
خدا محفوظ رکھے اہل ایماں کی ریاست کو